ثقافتی یلغار
اور
احیائے ثقافت اسلامی

امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

دعائے امام زمانہؑ

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِوَلِیِّکَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ
صَلَوَاتُکَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آبَائِہٖ فِیْ ھٰذِہِ السَّاعَةِ
وَفِیْ کُلِّ سَاعَةٍ وَلِیًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا
وَدَلِیْلًا وَعَیْنًا حَتّٰی تُسْکِنَہٗ اَرْضَکَ طَوْعًا وَ
تُمَتِّعَہٗ فِیْھَا طَوِیْلًا

مقدمہ

وَلَنْ تَرْضَی عَنْکَ الْیَھُودُ وَلاَالنَّصَارَی حَتَّی تَتَّبِعَ مِلَّتَھُمْ قُلْ إِنَّ ھُدَی اﷲِ ھُوَ الْھُدَی وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ أَھْوَائَھُمْ بَعْدَ الَّذِی جَائَکَ مِنْ الْعِلْمِ مَا لَکَ مِنْ اﷲِ مِنْ وَلِیٍّ وَلاَنَصِیرٍ (البقرۃ:۱۲۰)

ترجمہ: اور آپ سے یہود ونصاری اس وقت تک خوش نہیں ہو سکتے جب تک آپ ان کے مذہب کے پیرو نہ بن جائیں، کہہ دیجیے: یقینا اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے اور اس علم کے بعد جو آپ کے پاس آ چکا ہے، اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپ کے لیے اللہ کی طرف سے نہ کوئی کارساز اور نہ ہی کوئی مدد گار ہوگا۔

تاریخ میں ہمیں دو طرح کی تحریکیں دکھائی دیتی ہیں۔

انبیاء کی الٰہی تحریک اور مستکبرین کی طاغوتی تحریک۔

پہلی حرکت شعوری اور نظریہ کی بنیاد پر ہے تاکہ انسانیت کے سارے معنوی اور مادی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کو معراج اور کمال انسانیت تک پہنچایا جاسکے۔ یہ تحریک حق پر مبنی ہے اور اس کا ہدف انسانی شعور کو بیدار اور ضمیر کو زندہ کرنا ہے۔ جبکہ اس کے مدمقابل دوسری تحریک میں ذاتی مفادات کی خاطر سب کچھ جائز ہے خواہ اس کیلئے انسانیت کو تباہ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ مستکبرین کا کام انسانیت اور اس کے تمام وسائل کو ہر ممکن حد تک اپنے اغراض ومقاصد کیلئے استعمال کرنا ہے مگر زمانے کے تقاضوں کے مطابق ان کے حربے اور سلیقے بدلتے رہتے ہیں، کبھی عسکری اور فوجی طاقت کے ذریعے ان مقاصد کو حاصل کیا جاتا ہے تو کبھی اپنے پٹھو حکمرانوں کے ذریعے۔ مگر اب چونکہ ایسا کرنا ناممکن ہے لہٰذا جدید استعمار نے اپنے انہیں مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے حربہ بدل دیا ہے اور اس نے "ثقافتی جنگ" کی راہ

اپنالی ہے۔ پہلے استعمار اگر جسموں کو غلام بنا کر اپنے مقاصد حاصل کرتا تھا تو اب روح اور فکر کو غلام بنا کر انسانیت کے تمام مادی اور معنوی ذرائع کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کے درپے ہے۔ جس کی وجہ سے انسان جسمانی طور پر آزاد ہوتے ہوئے بھی اپنی رضا و رغبت سے اس کے اغراض و مقاصد کیلئے کوشاں ہے۔ ثقافتی جنگ کا اصل ہدف فکر اور خواہشات کی تسخیر ہے۔ فکر کی تسخیر سے اس کے یقینیات کو شک میں تبدیل کیا جاتا ہے تاکہ اس کے اعتقادات اور اقدار کو بدلا جا سکے اور خواہش کی تسخیر سے اس کی پسند کو ناپسند اور ناپسند کو پسند سے بدلا جاتا ہے۔

اسلام نے انسان کو فکر اور اقدار کا ایسا کمال عطا ہے کہ اس سے قبل انسانیت اس سے عاری تھی اور مسلمانوں نے اسلامی طرز حیات کا ایسا عملی نمونہ پیش کیا کہ جس کی بدولت اسلام بڑی تیزی سے مغرب کے اندر تک جا پہنچا۔ عیسائیت اور یہودیت کی دیواریں اس سے لرز گئیں وہ شروع ہی سے اسلام کو اپنا سب سے بڑا رقیب سمجھنے لگے اور اس کے خلاف برسر پیکار ہو گئے۔ یہودی ازم چونکہ ایک وراثتی دین تھا اس لیے مسیحیت کو اس کا کوئی خوف نہ تھا لیکن اسلام کے جہانی پیغام کی وجہ سے عیسائی اپنے لیے سب سے بڑا خطرہ اسلام کو سمجھتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے اسلام کی پیشرفت کو روکنے، ان ممالک میں موجود قدرتی سرمایہ کو اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرنے اور اسلام سے پے در پے شکستوں کا انتقام لینے کیلئے اسلام کے خلاف ہر محاذ اور میدان میں جنگ شروع کی اور موجودہ ثقافتی جنگ بھی اسی تقابل کا تسلسل ہے، دشمن کی خواہش ہے کہ امت مسلمہ کی اقدار، اعتقادات اور معاشرتی زندگی حتیٰ کہ سب کچھ بدل دیا جائے اور چونکہ کسی معاشرہ کی طرز زندگی کی تبدیلی کیلئے اقدار کی تبدیلی ضروری ہے اور اقدار اس وقت تک نہیں بدل سکتیں جب تک اعتقادات کو نہ بدلا جائے اس لیے دشمن نے تمام محاذوں کیلئے حکمت عملی تیار کی ہے ۔اگر عالم اسلام نے بھی اس جنگ کے خلاف حکمت عملی نہ اپنائی تو سمجھیں کہ وہ ہمیشہ کیلئے جنگ ہار گیا اور ذہنی غلام بن گیا۔ اس مقالے کے آغاز میں جو آیت کریمہ ذکر ہوئی ہے وہ اسی جانب اشارہ کرتی ہے۔ خداوند اہل اسلام کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک آپ ان کی پیروی نہ کر لیں۔ قرآن مجید ہمیں اس چیز کا بھی حکم دیتا ہے کہ ہم ان کے مقابلے میں اپنے آپ کو ہر میدان میں تیار کریں۔ عسکری میدان ہو یا اقتصادی، سیاسی میدان ہو یا علمی، صنعتی میدان ہو یا ثقافتی، خداوند اہل اسلام کو قوی دیکھنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر جنگ کے وسائل جنگ کو بھی

ہمیشہ آمادہ رکھو، آج ثقافتی جنگ ہے تو اسی کے وسائل بھی آمادہ ہونے چاہئیں تاکہ میدان جنگ کا دشمن اور ان کی پشت پیچھے بیٹھے ہوئے سازش کار اور پلانرز بھی خوفزدہ رہیں۔

امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان نے اس سال کو"احیائے ثقافت اسلامی" سے موسوم کیا ہے چونکہ اسلامی ممالک بالخصوص اسلامی جمہوریہ پاکستان مغربی ممالک اور امریکہ کی طرف سے ثقافتی یلغار کا شکار ہے لہٰذا اس یلغار کا مقابلہ کرنا ایک دینی اور قومی فریضہ ہے۔ یہ کتابچہ اس ثقافتی یلغار سے مقابلے کیلئے ایک قدم ہے۔

اس کتابچہ میں ثقافت کے موضوع کے حوالے سے ابتدائی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی ثقافت اور تہذیب وتمدن کو تشکیل دینے والے عناصر، ثقافتی جنگ کی ضرورت و اہمیت، ثقافتی جنگ کے ٹارگٹس ،حربے، اس ثقافتی جنگ کے مدمقابل ہماری ذمہ داریوں کے حوالہ سے ابتدائی گفتگو کی گئی ہے تاکہ نوجوان نسل کو جو کہ کسی بھی معاشرہ کا سب سے قیمتی سرمایہ اور اس کے مستقبل کے معمار ہوتے ہیں۔ اس موضوع سے آشنائی اور خود کو چیلنجز سے نمٹنے کیلئے تیار کیا جاسکے تاکہ عالمی استعمار اور استکبار کو پہچانیں۔ اپنی عزت وکرامت کے حصول اور مستقبل کی سربلندی کیلئے کوشاں ہوں۔ دشمن نوجوان نسل میں ایمان کی جڑیں متزلزل کرنے اور انہیں دین سے دور کرنے کیلئے تمام وسائل کو بروئے کار لائے ہوئے ہے۔ میڈیا، نشریات اور تعلیمی ادارے چند ڈالرز کی خاطر استکبار کی غلامی کررہے ہیں۔ فحاشی و بے حیائی کو ثقافت کا نام دے کر رواج دیا جارہا ہے۔ ادب کے نام پر فحاشی پھیلانے والے فنکار ثقافت کے نام پر دشمن کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں اور پاکستانی قوم کی اخلاقی ، اور روحانی اقدار کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ معاشرے میں فحاشی اور بے حیائی جیسے قبیح مظاہر کو پھیلانے کیلئے ان کیلئے متبادل الفاظ کو استعمال کیا جارہا ہے۔ ناچ گانے کی محفلوں کو کلچر شو کا نام دے دیا گیا ہے۔ ہم سب پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس موضوع کی حساسیت کو سمجھتے ہوئے خود کو ایمان اور عمل کے اسلحہ سے لیس کریں اور دشمن کے خلاف کھڑے ہوجائیں، اگر سستی کی تو آنے والی نسلوں کے مجرم ٹھہریں گے۔

ثقافت، تہذیب اور تمدن کی تعریف

اسلامی ثقافت اور تہذیب پر گفتگو کرنے سے پہلے ان مفاہیم اور الفاظ کی وضاحت کی ضرورت ہے۔ ان تینوں الفاظ کیلئے متعدد تعریفیں بیان ہوئیں ہیں مگر ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختصر اور جامع تعریفوں پر ہی اکتفاء کرتے ہیں کیونکہ ہمارا مقصد اسلامی ثقافت اور تہذیب و تمدن سے آشنائی اور ثقافتی یلغار اور اس کے اغراض و مقاصد کی شناخت ہے۔

ثقافت کی تعریف:

ا۔ (کلچر) ثقافت کسی معاشرہ یا قوم کے عقائد، روایات، اقدار اور رہن سہن کے مجموعہ کا نام ہے جو انہیں دوسرے معاشروں اور اقوام سے منفرد کرتا ہے۔

۲۔ وہ تمام علوم و معارف اور فنون جن کی ایک معاشرہ کو ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ فکری سرمائے کا وہ مجموعہ جو انسان کے اختیاری اور اجتماعی کردار پر اثر انداز ہوتا ہے۔

تہذیب (Civilization) کی تعریف:

اعلیٰ سطح کی ثقافتی گروہ بندی اور ثقافتی تشخص کے وسیع ترین درجہ کو تہذیب کہا جاتا ہے۔

تمدن کی تعریف:

تمدن عربی لفظ مُدن سے ماخوذ ہے اور مُدن مدینۃ کی جمع ہے، مدینہ شہر کو کہتے ہیں۔ بنا برایں تمدن یعنی شہری و مدنی اور اجتماعی زندگی، انسان کا غاروں کی زندگی کو ترک کر کے اجتماعی زندگی کو اپنانا تمدن کہلاتا ہے۔

مختلف علوم میں بعض اوقات تہذیب وثقافت کو ہم معنی کے طور پر استعمال کرتے ہیں تو کبھی تہذیب وتمدن کو ہم معنی مراد لیتے ہیں مگر ثقافت ایک تھیوری اور علمی پہلو کا نام ہے اور تہذیب پریکٹیکل اور عملی پہلو ہے اور تمدن وہ گہوارہ ہے جس میں تہذیب پروان چڑھتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تہذیب وتمدن سے مراد طرز معاشرت، طرز زندگی ہے۔ لہٰذا ایک فرد یا معاشرے کا طرز زندگی تہذیب وتمدن کہلاتا ہے۔

تہذیب وتمدن وثقافت کا ربط:

بعض دفعہ تہذیب وتمدن وثقافت کو مترادف اور ہم معنی الفاظ میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ تہذیب وثقافت سے مراد طرز معاشرت ہے یعنی نہ زندگی بلکہ زندگی گزارنے کا سلیقہ اور طرز ہے۔ جیسے
"

سے مراد عمل نہیں بلکہ انجام عمل کا طریقہ کار ہے، تہذیب وثقافت ایک خاص قسم کی طرز معاشرت ہے جس کی بدولت معاشرہ، قوم یا ملت دوسری اقوام سے منفرد ہوتے ہیں اور یہی تہذیب وتمدن اور ثقافت ایک معاشرے کے تشخص کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔

دراصل ثقافت محض ایک آئیڈیالوجی اور نظریہ ہے جس کا تعلق صرف اذہان سے ہے، خارج میں اس کا وجود نہیں ہوتا کیونکہ ثقافت ایک تھیوری اور نظری حیثیت رکھتی ہے اور ثقافت کی عملی شکل کو تہذیب و تمدن کہتے ہیں لہٰذا ایک ثقافت اعتقادی، نظریاتی اور عملی حوالہ سے جتنی مضبوط، غنی اور پائیدار ہوگی تہذیب بھی اتنی ہی اعلیٰ ہوگی۔ کسی کا مہذب ہونا اس کے اعلیٰ ثقافتی سرمایہ کے مالک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور کسی کا اعلیٰ ثقافت کا حامل ہونا اس کے مہذب اور متمدن ہونے کی علامت ہے کیونکہ تہذیب وثقافت دراصل ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں جیسے ایمان اور عمل صالح ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ ایمان جتنا قوی ہوگا انسان کا عمل بھی اتنا ہی صالح ہوگا۔ اسی طرح کا ربط تہذیب وثقافت کا بھی ہے مگر لازم نہیں ایک معاشرہ کی تہذیب اسی معاشرہ کی ثقافت کی ترجمان ہو یا ایک معاشرہ کی ثقافت سے افراد کو اپنی ہی ثقافت کو تہذیب کی صورت میں اپنانے پر مجبور کرے۔ ممکن ہے ایک معاشرہ بغیر تہذیب کے بھی اپنی ثقافت رکھتا ہو جیسے جنگلوں اور غاروں میں رہنے والے بعض قبائل۔ یا ممکن ہے ایک معاشرہ اپنی ثقافت رکھنے کے باوجود دوسری تہذیب کو اپنا کر فخر محسوس کرے جیسے بعض غرب زدہ

مسلمان۔یعنی یہ ایک معاشرہ کی سوچ اور پسند سے مربوط اور مشروط ہے کہ وہ اپنی ثقافت کو ہی تہذیب و تمدن کی صورت میں اپناتے ہیں اور اپنا تشخص اور وقار برقرار رکھتے ہیں یا کسی اور کی تقلید کرتے ہیں جیسے لازم نہیں ایک انسان ایمان رکھنے کے باوجود بھی عمل صالح انجام دے جس طرح ایمان خالص عمل صالح کیلئے ایک زینہ اور مقدمہ سازی کا کام انجام دیتا ہے۔علم و معرفت عمل کا سرچشمہ اور سبب ہیں مگر انسان عمل کے انجام دینے میں مختار ہے مجبور نہیں اسی طرح ثقافت اور تہذیب میں بھی ربط موجود ہے۔

اسلامی ثقافت:

ثقافت کی طرح اسلامی ثقافت کی بھی متعدد تعریفیں ہیں۔مگر جو تعریف اس کے مفہوم کے نزدیک ترین ہے وہ یہ ہے۔

ماضی و حال میں اسلامی معاشرے کے عمومی عناصر، دین، زبان، تاریخ، اور مشترکہ اقدار کی معرفت اور معاشرہ میں ان کی عملی صورت حال کو جاننا یا فکری سرمائے کا وہ قیمتی مجموعہ جو انسان کے انفرادی اور اجتماعی کردار پر اثر انداز ہوتا ہے۔

اسلامی ثقافت کی ابتداء:

اسلامی ثقافت کی بنیاد وحی ہے اور اس کا صادر کرنے والا خود پروردگار ہے۔لہٰذا جو خصوصیت اسلامی ثقافت کو حاصل ہے کسی اور کو حاصل نہیں کیونکہ غیر الٰہی ثقافت کی موجد و مصور خود انسان کی ذات ہے۔جس طرح اسلامی ثقافت کی بنیاد ذات باری نے رکھی اس طرح اسلامی والٰہی تہذیب کے بانی بھی انبیاء الٰہی ہیں۔اسلام دین فطرت ہے لہذا اسلامی تہذیب و ثقافت بھی فطری ہے اور یہی اس کی بقاء ،قبولیت اور پائیداری کے اسباب بھی ہیں مگر اسلامی تہذیب و ثقافت کا رنگ ماند پڑ جائے تو اس کا سبب اس معاشرہ کا فطرت کو پس پشت ڈالنا یا فطری اصولوں کو نظر انداز کر دینا ہوگا۔تمام اسلامی نظریات و اصولوں کا گہوارہ اسلامی تہذیب ہے۔مدنیت انسان کی فطرت ہے اور تہذیب اس کی اساس ہے۔کیونکہ انسان ایک معاشرتی موجود ہے۔اسلامی تہذیب و ثقافت بھی ماضی کی تہذیبوں اور ثقافتوں کی ایک کڑی اور تکمیلی صورت ہے کیونکہ اسلامی تہذیب نے ماضی کی ہر تہذیب و ثقافت میں کچھ نہ کچھ

کردار ضروری ادا کیا ہے۔

اسلامی ثقافت کی خصوصیات:

اسلامی ثقافت بے شمار خصوصیات کی حامل ہے مگر ہم چند ایک کا تذکرہ کیئے دیتے ہیں۔

۱۔ **پہلی خصوصیت:** اسلامی ثقافت کی اساس وحدانیت پر ہے۔(لا اله الا الله)نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالی کے)، (اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ) ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں(فاتحہ:۵)

۲۔ **دوسری خصوصیت:** اس کے پیغامات اور خطابات عالمی اور آفاقی ہیں۔ یَاأَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ)اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا پھر تمہیں قومیں اور قبیلے بنا دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک یقینا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔(حجرات:۱۳)

۳۔ **تیسری خصوصیت:** اعلیٰ اخلاقی اقدار کو تمام ضابطہ ہائے حیات میں اولویت دی گئی ہے۔اسی بنا پر اسلام باقی ادیان کی نسبت تیزی سے پھیلا۔

۴۔ **چوتھی خصوصیت:** سچے اصولوں پر مبنی علوم اور پختہ اصول ومبادی پر مبنی عقائد اس تہذیب کی اساس و بنیاد ہیں۔

۵۔ **پانچویں خصوصیت:** وسعت قلبی اور عفو ودرگذشت کا مظاہرہ تمام انسانیت سے عدل وانصاف کا حکم، ہر امر میں نرمی ،رحم و کرم ، انسانیت سے محبت کا درس اور درد انسانیت ۔(وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلاَّ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ)اور ہم نے آپ کو دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔(انبیاء:۱۰۷)، (وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ)اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے۔(اعراف:۱۵۶)

لوگوں کو ایسے معاف کر دو جیسے تم اپنے خدا سے معافی کے طلبگار اور خواہش مند ہو۔

(حضرت علی علیہ السلام)

اسلامی تہذیب وثقافت کا ترجمان دراصل اسلامی معاشرہ ہی ہوتا ہے لہٰذا مسلمانوں کو اپنی

تہذیب وثقافت کا مبلغ ہونا چاہیے۔الٰہی معاشرہ کو مادی معاشرہ سے ممتاز ہونا چاہیے۔

تہذیب کے عناصر:

کسی بھی تہذیب کے بنیادی طور پر چار عناصر ہوتے ہیں۔

۱۔اقتصادی ذرائع ۲۔سیاسی نظام

۳۔اخلاقی اقدار وروایات ۴۔مختلف علوم وفنون پر گہری نظر

کسی بھی معاشرہ میں معیشت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لہٰذا اس تہذیب کی معیشت کے ذرائع اور تقسیم کار کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔اور سیاسی نظام ملکی نظم کی ضرورت ہے یہ جتنا پختہ عادلانہ معیارات پر قائم ہوگا۔معاشرہ اس کی عکاسی کرے گا۔اخلاقی اقدار و روایات کسی بھی معاشرہ کی انفرادی اور اجتماعی خوبیوں اور خامیوں کا آئینہ دار ہوتی ہیں اور یہی کسی ثقافت کے کمال یا زوال کی علمبردار ہوتی ہیں۔اور مختلف علوم پر گہری نظر اس تہذیب میں علمی ترقی کی عکاسی کرتی ہے۔

غیروں کی تہذیب وتمدن اور ثقافت کی تقلید کے اسباب:

اس کے مندرجہ ذیل اسباب ہوسکتے ہیں۔

۱۔کسی معاشرے کی ثقافت اور تہذیب وتمدن کا ناقص ہونا۔

۲۔کسی معاشرے کا اپنی ثقافت اور تہذیب وتمدن سے ناآشنا اور جاہل ہونا۔

۳۔کسی معاشرے کے افراد اور اس کی ثقافتی اقدار میں اختلاف یا تضاد کا پایا جانا۔

۴۔ذاتی اغراض ومقاصد اور خواہشات کی بدولت اپنی اقدار کا بدل لینا۔

۵۔اپنی ثقافت اور تہذیب وتمدن کے بارے میں احساس کمتری کا ہونا۔

۶۔ثقافتی یلغار سے معاشرے کو بچانے کے لئے مؤثر اقدامات کا انجام نہ دینا۔

اقدار کی تبدیلی اور بے بصیرتی دو اہم اسباب ہیں جن کی بدولت کوئی معاشرہ یا قوم اپنی ثقافت کو خدا حافظ کر کے غیروں کی ثقافت کی ترجمان بن جاتی ہے۔خود اقدار کی تبدیلی کے بھی کئی عوامل ہوسکتے۔ جیسے کسی معاشرے یا قوم کا طرز زندگی،خواہشات،معیارات،فلسفۂ اخلاقی،اعتقادات اور تصور کائنات وغیرہ کا بدل جانا۔اور بعض لوگ اپنے مکتب سے جہالت اور بے بصیرتی کی بدولت بھی ثقافت

کی تبدیلی کا سبب بنتے ہیں وہ "ھمج رعاع" چھوٹے پروانے کی مانند ہیں جو ہر چلنے والی ہوا کے دوش پہ ہوتے ہیں اور ان کی کوئی ذاتی سوچ وفکر نہیں ہوتی۔

اغیار کا اپنی ثقافت وتہذیب وتمدن کی برتری کا افسانہ پڑھتے رہنا اس میدان میں میڈیا اور پروپیگنڈا کا بہت بڑا حصہ ہے۔

اسلامی ثقافت کو تشکیل دینے والے عناصر:

اسلامی ثقافت سے مراد اس کے آداب اور رسم ورواج نہیں ہیں کیونکہ یہ اصل اور بنیادی عناصر نہیں ۔بعض دشمنان اسلام، اسلامی تہذیب وثقافت کو بین الاقوامی قبولیت سے روکنے کے لئے رسوم ورواج کو بھی ثقافت اور تہذیب کے بنیادی عناصر میں شمار کرتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ دو معاشروں کے رسم ورواج کبھی بھی یکساں نہیں ہو سکتے لہٰذا اسلام کبھی عالمگیر حیثیت حاصل نہیں کر سکتا۔ حالانکہ رسوم ورواج ثقافت کے بنیادی عناصر کے تابع ہیں اور اس کے سائے میں پروان چڑھتے ہیں۔

اسلامی ثقافت کے بنیادی عنصر تین ہیں:

۱۔ عقائد یا آئیڈیالوجی (اسلامی تصور کائنات)

یہ اسلامی ثقافت کا پہلا عنصر ہے اس کی کئی جہات ہیں۔ خدا کی شناخت، رہبر ورہنما کی شناخت، انسان کی شناخت، کائنات کی شناخت۔

۲۔ ثابت اقدار: انسانی اقدار یعنی اچھائیوں اور برائیوں کے بنیادی اصول ۔خیر وشر ظلم و عدل، اخلاق حسنہ وغیرہ۔ ممکن ہے وضع کئے گئے احکام بعض اوقات کسی حد تک تبدیل ہو جائیں مگر ان احکام کے بنیادی اصول ثابت اور غیر متغیر ہیں۔

۳۔ آئیڈیالوجی سے جنم لینے والا انسانی فعل: یہی تینوں عناصر ہمارے لئے اچھائی، برائی، اخلاق اور کردار کو مشخص کرتے ہیں ۔دراصل لباس، رہن سہن، زبان وغیرہ کا اسلامی ثقافت سے تعلق نہیں ہے، اسلام نے یہ نہیں چاہا کہ کس لباس کو پہنا جائے۔ کس زبان میں بات کی جائے یا رہن سہن کا ایک خاص انداز کیسا ہو۔ بلکہ کلی اصول معین کئے ہیں مثلاً زبان کوئی بھی ہو گفتگو نیک اور شائستہ ہو، لباس کوئی بھی ہو بدن کے لئے ساتر اور حیاء کا آئینہ دار ہو، رہن سہن کا انداز کوئی بھی ہو، خدا کی نافرمانی نہ

ہوتی ہو۔

الٰہی معاشرے کے امتیازات:

۱۔ **ایمان اور روحانیت:** الٰہی نظام میں ایمان ایک محرک کی حیثیت رکھتا ہے اور معنویت اور تقویٰ اس کا ثمر ہے۔

۲۔ **عدل و انصاف:** ”اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ“۔ عدل کرو! یہی تقوی کے قریب ترین ہے۔(مائدہ۔۸)

تمام معیارات اور قوانین کے نفاذ کا معیار عدل وانصاف پر ہے۔

۳۔ **اخوت و برادری:** "إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ" مومنین تو بس آپس میں بھائی ہیں۔(حجرات:۱۰)

تمام معاشرے، کی بنیاد اخوت اور بھائی چارے پر رکھی گئی ہے اور رنگ ونسل کا امتیاز باطل ہے۔

۴۔ **علم ومعرفت:** "هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ" کہد یجئے: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے یکساں ہوسکتے ہیں (الزمر۔۹) اسلام والٰہی معاشرہ علم ومعرفت کی ترغیب دیتا ہے۔

۵۔ **نیک اخلاق اور کردار:** ”كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ"۔ ہر شخص اپنے عمل کا گروی ہے۔(مدثر۔۳۸) الٰہی معاشرہ اخلاق اور کردار شائستہ کی طرف دعوت دیتا ہے۔

۶۔ **عزت واقتدار:** "وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ" جب کہ عزت تو اللہ، اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے۔(منافقون۔۸)

اسلام امور دینی میں معاشرہ اور فرد کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور الٰہی دستور میں عزت کو مومنین سے مخصوص کرتا ہے لیکن معاشرتی قوانین میں تمام بنی نوع انسان کو باکرامت حساب کرتا ہے۔”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ" اور بتحقیق ہم نے اولاد آدم کو عزت وتکریم سے نوازا۔(اسراء۔۷۰)

۷۔ **پختہ ارادہ، مسلسل جدوجہد و کامیابی:** الٰہی معاشرہ میں جمود اور ٹھہراؤ کا کوئی تصور نہیں اور وہ تھکن، سستی اور ملال سے نفرت کا اعلان کرتا ہے۔

تہذیبوں کی ترقی کے عوامل:

۱۔جغرافیائی موقعیت ۲۔اقتصادی ذرائع ۳۔مذہب
۴۔زبان ۵۔اصول تعلیم وتربیت

تہذیب کے زوال کے اسباب:

۱۔اخلاقی وفکری زبون حالی ۲۔بدنظمی ۳۔ظلم وجور
۴۔فقر وتنگدستی ۵۔مستقبل سے لاپرواہی ۶۔باصلاحیت اور مخلص قائدین کا فقدان
۷۔سستی وکوتاہی ۸۔خود باختگی ۹۔بے حسی ولاتعلقی
۱۰۔اپنے اعتقادات اور اخلاقی اقدار سے ناآشنائی

اسلامی تہذیب وثقافت کے جمود کے اسباب:

اسلامی تہذیب وثقافت جو کہ ایک الٰہی اور توحیدی رنگ میں اعلیٰ معنوی اور مادی کمال اور رتبہ کی آئینہ دار تھی۔جو انسانیت کے لئے دنیوی اور اخروی دونوں جوانب سے کمال کی ضامن تھی کیا ہوا کہ اس کا جگمگاتا آفتاب ماند پڑ گیا اور یہ جمود کی شکار ہوگئی۔دیکھنا یہ کہ آیا اسلامی تعلیمات اور اسلام اس جمود وزوال کا ذمہ دار ہے یا کوئی اور عامل۔اگر اسلام نے ایک جامع اور مکمل ضابطہ حیات اور اقدار کو وضع کرنے اور متعارف کرنے میں کوتاہی کی ہے تو اسلام اور اسلامی تعلیمات ذمہ دار ہیں یا اگر اسلام عیسائیت اور یہودیت کی طرح ایک محدود وقت کے لئے دین تھا تو طبعی بات ہے کہ اپنی اس معین مدت کے بعد اسے ناکافی اور جامد ہوجانا چاہیے تھا۔اگر ایسا نہیں ہے اور یقینا ایسا ہے بھی نہیں۔کیونکہ" مَا کَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ " محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں (سورہ احزاب۔۴۰) کی صدا کے بعد کسی اور آئین وشریعت کی ضرورت نہیں رہتی۔بنابرایں اسلام اور اسلامی تعلیمات کی کوتاہی یا تقصیر نہیں۔بلکہ اس کے عوامل کچھ اور ہیں اور وہ خود مسلمانوں کی کوتاہیاں اور استکبار کے ہتھکنڈے ہیں۔بنابراین اسلامی ثقافت اور تہذیب کے جمود کو دو اسباب یعنی بیرونی وخارجی اور اندرونی اسباب میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

بیرونی وخارجی اسباب:

۱۔ یہود و نصاریٰ کی اسلام کے ہاتھوں متعدد بار شکست:

آغاز اسلام سے ہی یہود و نصاریٰ نے اسلام سے متعدد بار شکست کھائی اور اسلامی تہذیب و ثقافت ان میں سرائیت کر گئی۔ اور یہودی اور عیسائی تہذیب و ثقافت کو اسلامی اقدار اور روایات نے متزلزل کر دیا۔ بنابرایں، اسی دن سے ہی وہ اسلامی ثقافت کے خلاف غیر محسوس طور پر برسر پیکار ہو گئے اور خلافت و حکومت کو اہل بیت سے دور کر دیا اور معاویہ کا عیسائی خاندان میں شادی کرنا اور یزید کا رسول اکرم (ص) کی نبوت کا انکار اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔

۲۔ صلیبی جنگیں: بلا شبہ ان جنگوں کے برپا ہونے کا مضبوط ترین سبب دین اور مذہبی انگیزہ تھا۔ مسلمانوں کی پیش قدمی اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی اور وہ عیسائیوں کے سب سے بڑے رقیب تھے۔ اسلام کا بہت بڑا افرادی اور مالی سرمایہ اس پر ضائع ہو گیا بہت سے اسلامی علاقے تباہ و برباد ہو گئے اور بہت سی اسلامی اقدار کو نقصان پہنچا۔

۳۔ منگولوں کے حملے: ساتویں صلیبی جنگ 1248ء تا 1254ء کے زمانے میں منگولوں نے بھی عالم اسلام کا رخ کیا۔ تیرہویں صدی کو وحشت اور خوف کی صدی کہا جاتا ہے کیونکہ اس صدی میں وحشیوں کا تحرک اور تھذیبوں کا زوال ایک ساتھ تھا۔ جب منگولوں نے تیزی سے مغرب کی جانب حرکت کی تو مغرب اسلام کی مانند اس سے بھی خائف ہو گیا لہٰذا قسطنطنیہ کے بادشاہ نے اپنی بیٹی کی شادی ہلاکو کے بیٹے اباقا خان سے کر دی جس کے نتیجے میں وہ منگول حملے سے محفوظ ہو گئے اور ہلاکو کا بیٹا عیسائی بھی ہو گیا۔ اب عیسائیوں اور منگولوں نے اسلام کے خلاف اتحاد کر لیا۔ اسلامی ورثے اور تہذیب و ثقافت کو جتنا نقصان منگولوں سے پہنچا کسی اور سے نہیں پہنچا مسلمانوں کی کثیر تعداد کو بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور کتب خانوں کو جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں بہت بڑا علمی سرمایہ ضائع ہوا اور اس کے نتیجے میں ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ منگولوں نے تقریباً دو سو سال حکومت کی اور یہ دور اسلامی ممالک کی تاریخ میں انتہائی تکلیف دہ دور ہے۔ اسلامی مقدسات مساجد، مدارس حوزات علمی وغیرہ ویران ہو گئے۔ علمی تحقیقات اور ترقی بالکل رک گئی۔

۴۔ اندلس کی شکست: اندلس (اسپین) کا اسلامی معاشرہ جو آٹھویں صدی عیسوی سے پندرہویں صدی عیسوی تک مسلسل علمی، معماری، ثقافتی اور فنی شاہکار کو وجود میں لاتا رہا۔ اپنی شکست کے بعد

اسلامی تہذیب وثقافت کے لئے زوال اور جمود کا سبب بنا یہ خطہ مشرق اور مغرب کے درمیان ایک رابطہ اور پل کا کام دیتا تھا۔اندلس کی شکست کے بھی کچھ اندرونی اسباب ہیں۔جن میں مسلمان حکام کی عیاشیاں اور طرز زندگی سرفہرست ہیں اور کچھ بیرونی اسباب جن میں صلیبی جنگوں میں مسلسل شکستوں نے عیسائیوں کو احساس ذلت سے درکنار کیا جس کی بنا پر انہوں نے اندلس کو واپس لینے کی ایک طویل المیعاد منصوبہ بندی کی جس کے دو مرحلے تھے۔(۱) فوجی حملہ اور اندلس کی واپسی۔(۲) ثقافتی یلغار

اندرونی اسباب:

اندرونی اور داخلی اسباب میں مسلمانوں کا اپنا کردار اہم عنصر ہے۔اسلامی تہذیب وثقافت کے بانی رسول خداؐ تھے رسول خداؐ کا فرمان ہے(**انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق**) میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔صلیبی جنگوں اور اس کے بعد والے تبادل علوم کے سلسلہ میں لفظ ثقافت بھی اسلامی لغات میں استعمال ہونے لگا۔مکارم اخلاق یعنی اخلاقی اقدار، اسلامی ثقافت کا ایک بنیادی عنصر ہیں لہذا ثقافت اسلامی کا بانی رسول اکرمؐ کو کہا گیا ہے اور اعتقادات اور اعمال شائستہ بھی نبی اکرمؐ کی تعلیمات اور سیرت سے اخذ کئے گئے ہیں۔خود مسلمانوں نے رسول اکرمؐ کے بعد ان کے جانشین کے تعین میں کئی وجوہات کی بنا پر رسول خداؐ کی حکم عدولی کی اور رسول خدا(ص) کے اس فرمان کے باوجود کہ(**انی تارک فیکم الثقلین**) میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اہل بیتؑ کو سیاسی اقتدار سے دور کر دیا اور اسے شرعی اور قانونی شکل دینے کے لئے اعتقادات اور اقدار میں ردوبدل کرنا پڑا جس کا اثر براہ راست مسلمانوں کے اعمال پر پڑا اور اس کے علاوہ متعدد اسباب ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ **استبداد و آمریت:** آمریت یعنی کسی ملت کے حقوق پر ایک فرد یا گروہ کا بغیر کسی حساب و کتاب اور مواخذہ کے ڈر کے تسلط پیدا کرنا۔آمرانہ سماج میں تمام مسائل ایک خاص فرد کے سلیقہ اور پسند کی بنا پر انجام پاتے ہیں اور آمریت کا سب سے کم تر نقصان انفرادی حقوق کا ضیاع ہوتا ہے۔حاکم اور محکوم کے مفادات ایک دوسرے سے بالکل جدا ہوتے ہیں اور حاکم طبقے کے تسلط کو برقرار رکھنے کی خواہش معاشرے اور اذہان کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔ایک سماج اور کلچر کی ترقی کے لئے ماحول

اور مواقع کا میسر ہونا ضروری ہے مگر آمرانہ نظام میں یہ ناممکن ہے۔ بنوامیہ اور بنو عباس کی آمریت نے اپنی کرسی کی خاطر سب کچھ بدل دیا اور عثمانی حکومت تک سب حکومتوں کے زوال کا سبب خود انہیں حکومتوں کا کردار اور عوام سے سلوک بنا۔

۲۔ دنیا پرستی: جہاں کبھی زہد اور سادہ زیستی کی حکومت تھی اور مسلمان اپنے بھائی کو خود پر ترجیح دیتے تھے۔ راہ خدا میں خرچ کرنے سے محبت تھی، مال کو جمع کرنا عیب اور خلاف کمال سمجھتے تھے۔ اب یہ زندگی عیش و آرام سے پرُ اور حُب دنیا سے لبریز ہوگئی ہے۔

۳۔ قدامت پرستی: یعنی جمود، توقف، تبدیلی قبول نہ کرنا، حقیقی اور بلند اقدار کا ترقی نہ کرنا۔ ایسے لوگ اسلام سے فقط خشک اور جمود یافتہ تعلیمات لیتے ہیں اور زمان و مکان کے تقاضوں کو مدنظر نہیں رکھتے۔ اور ہر قسم کی لچک، تحقیق اور تجدید سے عاری ہوتے ہیں۔ اپنے اسلامی افکار، نظریات اور عمل میں غلطی اور نظر ثانی کے قائل نہیں۔ ایک قدامت پرست انسان اپنے گرد اپنی فکر اور نظریے کا ایک مضبوط جال بن لیتا ہے اور کبھی بھی اپنے افکار اور نظریات کو بدلنے پر تیار نہیں ہوتا۔ شہید مطہریؒ فرماتے ہیں: ''اسلام میں کچھ فکری تحریکیں افراطی تھیں۔ جنہوں نے دین میں بے جا دخل دیا اور کچھ تفریطی جو بالکل جمود کا شاہکار تھیں۔ استاد مطہریؒ ان منحرف تحریکوں کو تین گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

الف: (حسبنا کتاب اللہ) کا نعرہ اپنے سیاسی مقاصد کی خاطر لگایا اور لوگوں کو اہل بیتؑ سے دور کر دیا۔

ب: پہلے گروہ کے مقابلہ میں (حسبنا احادیثنا و اخبارنا) کا نعرہ لگایا اور قرآن کو مہجور قرار دینے اور لوگوں کو معارف قرآنی اور تعلیمات وحی سے دور کر دیا۔

ج: وہ عناصر جنہوں نے تقدس کے رنگ میں قرآنی تعلیمات کے نا قابل فہم و درک ہونے کا نظریہ پیش کیا اور (این التراب و رب الارباب) (ہم خاکی بندے کہاں اور رب الارباب کی ذات کہاں) کا نعرہ بلند کیا جو معطلہ کہلائے۔ بنا برایں اخباریت، ظاہر پرستی، باطنیت اور تاویل سے فکری نظاموں نے اسلام کی فکری اساس پر جو ضرب لگائی وہ ضرب اسلام نے کسی اور تحریک سے نہیں کھائی۔

۵۔ اسلامی دنیا میں عقل دشمن تحریکیں: اسلامی تہذیب و تمدن کا عروج و زوال مختلف فکری تحریکوں کا مرہون منت ہے۔ اہل فکر کے نزدیک اسلامی ثقافت اور افکار کے زوال کا دور متوکل عباسی کا دور ہے جس نے افکار اور عقائد میں بحث و مناظرہ کو منع کر دیا جس کے نتیجے میں اہل حدیث نے احمد بن حنبل

کے پرچم تلے ترقی کی اور اہل نظر وعقل پر کفر کے فتوے لگے اور چھٹی اور ساتویں ہجری میں تصوف نے بھی اپنے مکتب کو مضبوط کیا اور عقل کو حجاب کا نام دیا اور کشف وشہود پر یقین کیا۔ ہر گروہ اپنی فکر کو درست اور دوسرے کو کافر سمجھتا تھا۔ان تمام اسباب کی بدولت ہر گروہ میں قدامت پرستی پائی گئی جو ثقافت اسلامی کے جمود کا سبب بنی۔

خالص اسلامی اور معاصر عالمی ثقافت میں فرق:

آج کی ثقافت کو ایک ہی غیر اسلامی ثقافت کا رنگ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ان کوششوں میں سادہ لوح اور کمزور دین مسلمانوں کا بھی حصہ ہے۔اور اس کا مقصد صرف ایک ہی ہے تا کہ سادہ لوح اور دنیا پرست مسلمانوں کی مدد سے اسلام وشریعت اور اس کی ثقافت اور آداب سے مسلمانوں کا رشتہ کمزور کیا جائے ۔اور انہیں یہ یقین دلایا جائے کہ اسلام دین اور دنیا دونوں کو یکجا لے کرنہیں چل سکتا۔جس کے نتیجہ میں وہ اپنے خدا کی کتاب اور سنت پر پیروی سے متزلزل ہوجائیں ۔دشمن چاہتا ہے کہ مسلمان ایک ادھورے اور ناقص دین کے پیرکار رہیں۔تا کہ وہ قانون سازی میں دخل اندازی سے اجتناب کریں۔اقدار اور اصولوں کی بنیادیں جتنی کمزور ہوں گی ،آنے والی نسلیں رفتہ رفتہ اسلام سے اتنا ہی بیزار ہوں گی۔اسلام کی بدترین کیفیت یہی ہے کہ ان کا اپنی ثقافت سے یقین اور ایمان متزلزل ہوجائے۔خداوند تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی بدولت عزت بخشی اور جو بھی عزت کو اسلام کے بغیر ڈھونڈے گا خدوانداسے ذلیل وخوار کرے گا۔

مسلمانوں کے غیروں کی ثقافت کو اپنانے کے اسباب:

آج اکثر مسلمان بھی غیروں کی تہذیب وثقافت کی طرف کھینچے چلے جارہے ہیں اس کے کچھ اسباب ہیں:

۱۔آج مادی اور فکری دونوں قوتیں غیر مسلموں کے پاس ہیں۔

۲۔اعتماد کا فقدان اور اسلامی ثقافت سے ناآشنائی اور اسے واضح کرنے کی صلاحیت کا فقدان۔

۳۔عسکری،اقتصادی اور سیاسی تینوں قوتوں کا تثلیثی مجموعہ ان کے پاس ہے۔

اسلامی اور غیر اسلامی ثقافت میں فرق:

اگر دقت اور غور وخوض سے کام لیا جائے تو ہم اسلامی اور غیر اسلامی ثقافت میں متعدد فرق محسوس کرتے ہیں۔

الف۔ اسلام کے قوانین ہر زمانے اور عہد کے لئے موزوں ہیں۔جس میں کسی تبدیلی اور تحریف کے امکانات نہیں۔جبکہ باقی تمام آسمانی کتابیں تحریف شدہ ہیں۔

ب۔ مسلمان چودہ سو سال گزرنے کے باوجود اپنے نبی کریمؐ کے حالات سے اپنے آباؤ اجداد کی نسبت زیادہ آگاہ اور باخبر ہیں اور ان پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔مگر باقی ثقافتوں میں ساری حقیقتیں بدل چکی ہیں۔

ج۔ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود بھی قرآن اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔جب کہ باقی کتابیں تحریف ہو چکی ہیں۔

د۔ احادیث نبویؐ اور معصومینؑ کا ایک وسیع خزانہ موجود ہے۔جب کہ باقی امتوں کے پاس قطعی فرامین بہت کم ہیں۔

ڈ۔ اسلام کا اصول عدل سب کے لئے یکساں ہے۔جبکہ غیروں کے ہاں دوہرے معیارات ہیں۔

ذ۔ اسلام دولت کی منصفانہ تقسیم اور مساوات کا قائل ہے۔اور ناجائز ذرائع سے دولت کے حصول کو ناپسند کرتا ہے۔جبکہ معاصر ثقافت کا حال کسی سے پوشیدہ نہیں۔

ھ۔ اسلام دوسری ملتوں کے استحصال سے منع کرتا ہے۔اور معاصر ثقافت میں اپنے مفادات کی خاطر سب کچھ جائز ہے۔اس کے علاوہ، اور متعدد مدار ہیں جہاں اگر صحیح اسلامی اور معاصر ثقافت کا موازنہ کیا جائے تو اسلامی ثقافت سرخرو نظر آتی ہے۔آزادی اور حقوق بشر کی آواز بلند کرنے والی ثقافت اور اسلام میں عورت کے مقام و مرتبہ کا اگر جائزہ لیا جائے تو انسان کی روح کانپ اٹھتی ہے۔

موجودہ مغربی ثقافت کی پیدائش کے اسباب:

پندرہویں صدی سے پہلے تک یورپ کے سیاہ وسفید کا مالک کلیسا تھا۔لوگوں کے اموال اور ناموس تک اس سے محفوظ نہ تھے۔اور مفکرین، فلاسفہ اور سائنسدانوں کی کشف و ایجادات میں سب

سے بڑی رکاوٹ بھی کلیسا ہی تھا اور مذہبی راہنماؤں نے علمی ایجادات اور کشفیات کرنے والے افراد سے متعصّبانہ رویہ رکھنا شروع کر دیا تھا۔لہٰذا ادیب، دانشور، مفکر، اور فلاسفہ اس فکر میں پڑ گئے کہ مذہب و دین ان کی عقب ماندگی اور زوال کا سبب ہے۔لہٰذا یہ سب مذہب سے دوری کا سبب بنا جس کی بدولت بے حیائی اور عریانی عام ہوگئی۔دوسری طرف صلیبی جنگوں کے بعد اسلامی ثقافت یورپ میں داخل ہوگئی اور یورپی مفکرین اور دانشوروں نے اسلامی ثقافت کے علمی اور فکری پہلوؤں کو تیزی سے قبول کیا۔لہٰذا یورپ کی ترقی اسلامی ثقافت کی احسان مند ہے اور ان کی بے دینی کلیسا سے نفرت کی وجہ سے بغاوت کے طور پر ظاہر ہوئی۔مذہب اور عیسائیت کے دینی تعصب اور علمی و صنعتی ترقی پر کلیسا کی سخت تنقید کے نتیجے میں مغربی عوام کے دل میں جنم لینے والی نفرت اس بات کا سبب بنی کہ لوگوں نے کلیسا کو اپنی علمی ،مادی، سیاسی اور اجتماعی زندگی سے دور کر کے صرف باطنی امور اور عبادات تک محدود کر دیا۔یعنی مذہب صرف کلیسا کی چار دیواری تک محدود رہے اور زندگی کے باقی تمام امور سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔اس بنا پر غرب زدہ اور اسلامی ثقافت سے بے شعور طبقہ بھی علمی اور مادی عقب ماندگی کا سبب دین کو سمجھتا ہے ۔اور ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں کہ دین کو سیاست اور اجتماعی امور سے دور کر دیں ۔اور کبھی غور کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے کہ عقب ماندگی کا سبب اسلامی ثقافت نہیں بلکہ خود مسلمانوں کے کردار کی سستی اور غیروں کی تابع داری ہے۔

ثقافتی یلغار:

انسان کے افکار، گفتار، اعتقاد، نظریات اور کردار کے انفرادی اور اجتماعی طور طریقوں کا دوسری ثقافت پر حملہ آور ہونا ثقافتی یلغار کہلاتا ہے۔

ثقافتی تبادلہ اور ثقافتی جنگ میں فرق:

طول تاریخ میں ملتوں کا ثقافتی تبادلہ مشاہدہ میں آتا ہے اور یہی ثقافتی تبادلہ ثقافتوں کی رشد و ترقی کا باعث بنتا ہے ۔اور ثقافتوں کی حیات اور تازگی کے لئے ثقافتی تبادلہ ضروری امر ہے ۔اور انسانی معاشرے کی اقدار کے ارتقاء اور راہ سعادت کو طے کرنے کے لئے لازمی ہے۔اور ہر ملت دوسری ملت

سے اعلیٰ اقدار نظریات اور اعتقادات کو اخذ کرتی ہے۔ثقافتی تبادلہ میں دوطرفہ تبادلہ ہوتا ہے اور اختیاری اور شعوری ہوتا ہے۔اس میں اپنی ثقافت نہ صرف محفوظ رہتی ہے۔ بلکہ ارتقاء پاتی ہے۔ثقافتی تبادلہ کو اسلام بھی منع نہیں کرتا۔مگر ثقافتی جنگ ایک مختلف پہلو ہے۔ یہاں پہلے تو اپنی ثقافت کی برتری اور مدمقابل ثقافت کی کمزوری ثابت کی جاتی ہے۔اور پھر مکمل طور پر مقابل ثقافت کو مٹانے کیلئے سارے حربے استعمال کئے جاتے ہیں۔تمام جہت سے برنامہ ریزی کر کے مقابل ثقافت کو بدل دیا جاتا ہے اور یہ حملہ غیر محسوس طور پر ہوتا ہے،سوائے بابصیرت افراد کے کسی کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔اور دشمن اس کے گھر تک پہنچ جاتا ہے۔ثقافتی تبادلہ میں طرز زندگی،اقدار،اعتقادات اور تصور کائنات کو بدلنے کی ضرورت نہیں پڑتی جب ثقافتی جنگ کا ٹارگٹ ہی یہ سب کچھ ہوتا ہے کیونکہ طرز زندگی کو بدلنے کے لئے اقدار کا تبدیل ہونا ضروری ہے مگر اقدار اس وقت تک تبدیل نہیں ہوں گے جب تک کسی معاشرے کے اعتقادات نہ بدل دیئے جائیں اور اعتقادات کسی معاشرہ کی اساس ہوتے ہیں۔مثلاً جب تک مسلمانوں کو یقین تھا کہ کسی مقام پر پہنچنے کے لئے کوشش اور جدوجہد ضروری ہے تو وہ دنیا کے لئے بھی محنت کرتے تھے اور آخرت کے لئے بھی اطاعت پروردگار میں محو رکھتے تھے مگر جب انہیں پہلے سے تعین شدہ تقدیر اور مجبور ہونے کا یقین کروادیا گیا تو اسلامی معاشرہ سستی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گیا۔

عصر حاضر میں ثقافتی جنگ کی اہمیت اور ضرورت:

تاریخ کا مطالعہ ہمیں دوطرح کی تحریکوں اور نہضتوں سے آگاہ کرتا ہے۔

۱۔انبیاء کی الٰہی تحریک ۲۔مستکبرین کی طاغوتی تحریک

انبیاء کی حرکت ایک نظریہ کی بنیاد پر شعوری حرکت ہے۔جس میں انبیاء کی قیادت میں انسانیت کو اعلیٰ علمی،معنوی اور اجتماعی مقاصد کے لئے سرگرم کیا گیا ہے اور اس راستہ کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے آگاہی اور شعور کو فروغ دینے کے لئے جدوجہد کی گئی اور بعض اوقات مستکبرین سے بشریت کی آزادی کے لئے جنگیں بھی لڑی گئیں۔ جب کہ مستکبرین کی تحریک کی بنیاد شخصی اور گروہی مفاد کا حصول رہا ہے جسے حاصل کرنے کے لئے ایک گروہ نے انسانوں کی بڑی تعداد کو طاقت کی بنیاد پر مسخر کر کے اپنے پست مقاصد کے لئے استعمال کیا۔اس گروہ نے بنیادی طور پر طاقت کے ذریعے دیگر

معاشروں پر اپنے مفادات مسلط کئے البتہ ضرورت پڑنے پر لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے نظریہ تراشی بھی کی۔

دونوں تحریکوں کا فرق:

۱۔ پہلی تحریک کا مقصد حق پر مبنی ایک نظریہ کی جانب انسانیت کو دعوت دینا ہے تاکہ معاشرہ سعادت اور ترقی کی طرف حرکت کر سکے جب کہ دوسری تحریک کا مقصد معاشرے کے تمام انسانوں کو ایک گروہ کی خدمت کے لئے استعمال کرنے سے عبارت ہے۔

۲۔ پہلی حرکت انسانی شعور کو بیدار اور ضمیر کو زندہ کرنے کے ذریعے سفر طے کرتی ہے۔ جب کہ دوسری تحریک طاقت کے ذریعے اپنی بات منوا کر آگے بڑھتی ہے۔

۳۔ پہلی حرکت کی بنیاد شعور اور نظریہ پر تھی اور مجبوراً مستکبرین کے خلاف طاقت کا استعمال کیا گیا جبکہ دوسرے گروہ کی بنیاد طاقت کے زور پر مفادات کے حصول پر تھی اور حربے کے طور پر وہ عوام کو فریب دینے کے لئے نظریہ سازی کے میدان میں اترے۔

ثقافتی جنگ کی اہمیت اور خطرات کے بارے میں امام خمینیؒ کے ارشادات:

انقلاب کی کامیابی کے فوراً بعد فرمایا:

تمام اصلاحاتی کاموں سے اہم ترین کام ثقافت کی اصلاح اور مغرب سے وابستہ نوجوان نسل کی نجات ہے۔ ہم عصر حاضر میں اپنی تمام چیزوں میں ایک ایسی وابستگی دیکھ رہے ہیں جس کا خطرہ تمام وابستگیوں سے زیادہ ہے یہ وابستگی ہماری تمام تر وابستگیوں کا نقطہ آغاز ہے۔ اگر ہم ثقافتی طور پر کسی قوم اور تہذیب وتمدن سے عملاً مرعوب اور وابستہ ہوں تو اس وابستگی کے ساتھ ساتھ ہم اقتصادی طور پر بھی وابستہ ہو جائیں گے۔ نیز اجتماعی اور سیاسی تعلقات اور وابستگیاں بھی ہمیں اپنے پنجوں میں دبوچ لیں گے اور ہم مکمل طور پر غلام بن جائیں گے۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

اگر کسی معاشرے کی تہذیب وثقافت اپنی مخالف تہذیب وثقافت سے عملاً مرعوب اور اس سے وابستہ ہو تو یہ وابستگی اس معاشرے کے دیگر شعبہ ہائے زندگی میں بھی سرایت کر جائے گی اور آخر کار اس

میں غرق ہو کر ہلاک ہو جائے گی اور زندگی کے تمام شعبوں سے اپنے وجود کو کھودے گی۔ ہر معاشرے کا استقلال وخودمختاری اور اس کا اپنا وجود وآزادی، اس معاشرے کے ثقافتی استقلال وخودمختاری سے جنم لیتا ہے۔ دشمنوں نے نہایت صراحت کے ساتھ کہہ دیا کہ عیسائیت کی تبلیغ وترویج امت مسلمہ کو عیسائی بنانے کیلئے نہیں ہے بلکہ مسلم نوجوانوں کے اعتقادات اور اقدار میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کیلئے ہے تاکہ ان کے عقائد کمزور پڑ جائیں اور اگر معرفت خدا کے حصول کا جذبہ سرد پڑ جائے اور ایمان کی جڑیں ہی کھوکھلی پڑ گئیں تو عالمی استکبار بے فکر ہو جائے گا۔

اسلام کے فعال وجود سے عالمی استکبار کو خطرہ:

اسلام کے فعال وجود سے سب سے بڑا خطرہ عالمی استکبار کو ہے کیونکہ اسلام کے بلند افکار کی وجہ سے اس کی غارتگریاں، استحصال، دولت کی لوٹ مار سب کچھ اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔ دشمن نہیں چاہتا کہ اسلام اپنے سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی میدانوں میں ایک مقتدر اور قدرتمندانہ نقش ادا کرے۔ اور اپنے اہداف اور مقاصد کا سب سے بڑا دشمن اسلام کو سمجھتا ہے۔ اسی بنا پر ہر طرف اس مقصد کے حصول کے لئے نہ صرف وہ اپنی بے مقصد مادی فکر کو فروغ دیتے ہوئے اپنی منحرف اور آلودہ ثقافت کی ترویج کر رہا ہے بلکہ ٹیکنالوجی اور صنعتی فریب کو سامنے لاتے ہوئے خالص اسلامی ثقافت میں رخنہ اندازی بھی کر رہا ہے تاکہ مذہبی اعتقادات اور اقدار کی بنیادوں کو کمزور کر کے رفتہ رفتہ امت مسلمہ کے عقائد کی جڑوں کو کاٹ سکے لہٰذا وہ یہی کرنا چاہتا ہے کہ اپنی ٹیکنالوجی اور اقتصادی ترقی کو مسلمانوں کے سامنے رکھے اور انہیں اس سے مرعوب کر کے گناہ اور بے حیائی کی دلدل میں غرق کر دے۔ اور اس کے نتیجہ میں مسلمان اپنی اصل اسلامی اور اخلاقی اقدار کو دور پھینک دیں اور مغربی، گھٹیا اقدار کے دلدادہ ہو جائیں ۔ اور انہیں اپنا آئیڈیل سمجھیں جس کے نتیجے میں مختلف ادیان اور مذاہب کے لوگوں کا اسلام کو قبول کرنے کا عمل رک جائے یا معکوس ہو جائے۔

بین الاقوامی سطح پر اسلام کے خلاف عیسائیت کی فعالیت:

آج بھی اسلام دشمن قوتیں عیسائی اور مسیحی مباحثوں کی صورت میں دنیا کے گوش وکنار بالخصوص

افریقہ میں اپنے اہداف پر گامزن ہیں۔ عالمی استعمار و استکبار ایک طرف تو مسیحیت کی ترویج کر رہا ہے اور دوسری طرف وہابیت کی بھی ہر ممکن مدد کر رہا ہے جس طرح اسلامی ممالک میں عالمی استکبار کی پالیسیوں کی محافظ سعودی حکومت ہے۔ اسی طرح امریکہ، یورپ اور افریقہ میں عالمی استکبار سعودی اور وہابی اہداف اور منافع کا محافظ اور پاسدار ہے اور سب کی مشترکہ جدوجہد اور کاوش انقلاب اسلامی کو صرف ایران کی سرحدوں تک ہی محدود کرنا ہے اور فکر خمینیؒ کے نشر ہونے کو ہر صورت میں روکنا ہے۔ مسئلہ کی حساسیت کو سمجھتے ہوئے عیسائی مشنری اسلامی ممالک میں غیر مستقیم اور نا محسوس طریقوں سے اسلام اور اسلامی ثقافت کے خلاف برسرپیکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ثقافت، سیاحت، تجارت ،سرمایہ کاری ،مشرق شناسی ، زبان شناسی ، ماہرین آثار قدیمہ ،ٹیکنالوجی کا فروغ ، ورزش انسٹرکٹرز اور مختلف روپ دھار کر داخل ہوتے ہیں اور اس بہانے اپنی ماموریت کو ادا کرتے ہیں۔

ثقافتی یلغار (جنگ) کی خصوصیات:

۱۔ **نامرئی و غیر محسوس:** مدمقابل کو احساس بھی نہیں ہوتا اور اس کے حملے اس کے گھر تک پہنچ جاتے ہیں۔ انسان ظاہراً خود کو حالت امن اور سکون میں دیکھ رہا ہوتا ہے اور اس کے نظر نہ آنے والے حملے اس کے اعتقادات اور اقدار بدل کے رکھ دیتے ہیں۔

۲۔ **دراز مدت و دیر پا:** عسکری اور اقتصادی جنگوں میں دراز مدت تک لڑنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ اس میں سرمایہ اور افرادی قوت کثیر مقدار میں درکار ہوتی ہے مگر ثقافتی جنگ دراز مدت تک اور عسکری جنگ کے خطرات سے محفوظ رہ کر لڑی جا سکتی ہے۔

۳۔ **عمیق اور اصلی:** عسکری جنگ سے آپ کسی کے جسم کو توقتل کر سکتے مگر روح زندہ اور آزاد ہوتی ہے ۔لیکن ثقافتی جنگ میں بدن تو زندہ ہوتا ہے لیکن روح مردہ، اور غلام ہو جاتی ہے۔ جب انسان ذہنی غلام بن جاتا ہے تو فاتح کا ہر حکم آسانی سے مان لیتا ہے۔

۴۔ **جامع اہداف :** اس کے اہداف بے شمار ہیں جیسے ،سرزمین ،حکومتی مشینری ،اعتقادات ،اقدار ،نظریات ہر شیء مورد حملہ قرار پاتی ہے بالخصوص نسل جوان اس کا سب سے بڑا ٹارگٹ ہے کیونکہ کسی معاشرہ کا مستقبل یہی افراد ہوتے ہیں۔

۵۔ **برنامہ ریزی کے ساتھ اور متعدد وسائل و ابزار کے ہمراہ:** دشمن اپنی خاص پلاننگ ، اور سارے وسائل اور ہتھیاروں کے ساتھ اس جنگ میں اترتا ہے اور اپنے ہر ہتھیار سے خوب استفادہ کرتا ہے۔اور کم سرمایہ کاری کے ساتھ زیادہ اہداف کو ٹارگٹ بناتا ہے۔

٦۔ **وسیع اور ٹارگٹڈ:** یہ اتنی وسیع ہوتی ہے کہ اگر ذرا بھی غفلت برتی جائے تو انسان ممکن ہے اس کا ازالہ نہ کر پائے۔

۷۔ **بااثر اور پرخطر:** اس کا خطرہ اور اثر عسکری اور اقتصادی جنگ سے زیادہ ہوتا ہے۔کیونکہ جب تک کسی قوم یا معاشرہ کی ثقافت زندہ ہو تو یہ قوم اپنے اقتصادی اور عسکری نقصانات کا ازالہ کرسکتی ہے۔مگر غلام قوم اپنا سب کچھ ہار جاتی ہے۔انسان کی فکر اور خواہشات تبدیل ہو جاتی ہیں۔اب فکری خواہش وہی ہے جو دشمن چاہتا ہے۔

ثقافتی یلغار کے بنیادی محور:

ثقافتی جنگ دو بنیادی محوروں کو تسخیر کرنے کے لئے لڑی جاتی ہے۔

۱۔فکر کی تسخیر

۲۔خواہشات کی تسخیر

انسان اپنی فکر اور خواہشات کی بدولت کسی سمت حرکت کرتا ہے۔فکر اسے راستہ دکھاتی ہے اور خواہش اسے مطلوبہ سمت حرکت کرنے کا جذبہ عطا کرتی ہے۔ثقافتی جنگ کے ذریعے دشمن چاہتا ہے کہ مدمقابل کو مختلف طریقوں اور حربوں سے ایسے مقام پر لے آئے کہ وہ اس کے بنائے ہوئے فریم ورک کے مطابق فکر کرے اور اسی کے منصوبے کے مطابق پسند اور ناپسند کا خیال رکھے۔ایک مسلم مفکر کے مطابق کسی قوم کے شک و یقینیات (فکر)اور تولیٰ و تبرٰی کو اپنے مقاصد کے مطابق استعمال کرنا ہی ثقافتی جنگ (Cultural War) ہے۔

یعنی استعماری قوتیں مختلف حربوں سے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے قوموں کے یقینیات کو شک میں اور پسندیدہ اقدار کو ناپسندیدہ میں بدلنے کی کوشش کرتی ہیں۔مثلاً،ایک قوم کامیابی کے لئے جدوجہد پر یقین رکھتی ہے تو اسے ناکام بنانے کے لئے اس کے یقین کو شک میں بدل دیا جائے۔اور

جدو جہد پر یقین کے بجائے اسے یہ نظریہ دیا جائے کہ کامیابی یا ناکامی تو تقدیر میں لکھی ہوتی ہے۔اور اس کے دل میں اعلیٰ اقدار کی محبت کی بجائے پست اقدار کی محبت ڈال دی جائے۔

ثقافتی یلغار (جنگ) کے اغراض و مقاصد:

ویسے تو شروع اسلام سے ہی اور بالخصوص سترہویں صدی کے بعد استعمار اس کے خلاف بغض و نفاق اپنے سینے میں لئے ہوئے تھا اور اس کے خلاف ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر رہا تھا تا کہ اسلام اور اس کی ثقافت کو پھیلنے سے روکا جا سکے یا کم از کم سست کیا جا سکے۔مگر انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد ان حملوں میں شدت آ گئی اور استکبار نے یہ بھانپ لیا کہ اگر پورا عالم اسلام فکر امام خمینیؒ کا ترجمان بن گیا تو استکبار نہ صرف سرحدوں کے اندر قید ہو جائے گا بلکہ ایک بر پھر اسلام ناب محمدیؐ اور اس کی ثقافت ،مغربی ثقافت اور اقدار کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیں گے۔اور عالم اسلام اور مستضعف اقوام اس کے خلاف متحد اور اٹھ کھڑی ہوں گی۔استحصال کا دور ختم ہو جائے گا اور دوسری اقوام کے غصب شدہ وسائل اور استحصال سے مغرب کی کہکشاں کے جگمگاتے سورج کو گرہن لگ جائے گا۔بنا برایں ہر حربے کو استعمال کیا تا کہ انقلاب اسلامی ایران کو اس کی سرحدوں سے باہر نکلنے سے روکا جا سکے۔اس یلغار کے متعدد مقاصد ہیں چند ایک درج ذیل ہیں۔

ا۔پوری دنیا پر اپنا تسلط برقرار رکھنا۔

۲۔ساری دنیا سے ثروت اندوزی اور وسائل کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کرنا۔

۳۔اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کرنا۔

۴۔سارے جہان کو اپنا ذہنی غلام بنانا تا کہ اپنی اقدار ان تک منتقل کی جا سکیں۔

۵۔گسترش اسلام کو روکنے کے لئے اسلامی اقدار کو بدل دینا۔

۶۔تمام جہان کو اپنی مصنوعات کی منڈی میں تبدیل کرنا تا کہ ان کے مالی وسائل سے اپنے ہاتھ صاف کئے جا سکیں۔

۷۔عالم اسلام کی ترقی اور کمال کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کیلئے اسلامی ثقافت کے بنیادی عناصر، اعتقادات ،اقدار اور عملی پہلو کو خدشہ دار اور داغدار کرنا۔کیونکہ جب تک کسی قوم کے یقین کی بنیادیں شک میں تبدیل نہ ہوں اقدار کا بدلنا ناممکن ہے۔

ثقافتی حملوں کی آماجگاہ اور اہداف:

دشمن ہر شعبہ اور پہلو میں اسلام کو غلام بنانا چاہتا ہے لہٰذا کوئی شعبہ نہیں جہاں وہ سرمایہ گزاری نہیں کررہا ہے بلکہ پورا اسلام، اسلامی ثقافت، تہذیب، اعتقادات، سرزمین، حکومتی مشنری، ذہن، ایمان، معاشرتی زندگی الغرض ہر وہ پہلو اور شعبہ جس کی ترقی اور ارتقاء اسلامی ترقی اور ارتقاء کی ضامن ہے، وہ دشمن کے مورد نظر ہیں۔ عالمی استکبار نے ہر شعبہ کیلئے جداگانہ سرمایہ کاری اور کوششیں کی ہیں اور مختلف ٹارگٹ معین کئے ہیں اور ہر میدان میں اپنے اہداف کو حاصل کرنے کی خاطر گامزن ہے۔ اقتصادی، سیاسی، اجتماعی، ثقافتی، تعلیمی، سماجی حتیٰ زندگی کے ہر شعبہ پر اپنا تسلط چاہتا ہے۔

ثقافتی یلغار کے ہتھیار:

اس جنگ کو اکثر غیر محسوس، نامرئی اور غیر مستقیم صورت میں ہی لڑا جاتا ہے اور اگر مقدمات فراہم ہوں تو مستقیم لڑائی سے بھی گریز نہیں کرتے مگر استعمار کی اصل سازش ہے کہ خود غیر مستقیم اور غیر مرئی کردار ہی ادا کریں اور بعض موارد میں مسلمانوں کو آپس میں ہی دست بہ گریبان کریں۔ اپنے مزموم اہداف کی خاطر جن اسباب کو بروئے کار لاتے ہیں ان میں نظام تعلیم، زبان، میڈیا، این جی اوز، ملٹی نیشنل کمپنیاں، مغرب زدہ روشن فکر دانشور، سیاحت، تجارت، سرمایہ کاری، اسلام شناسی، زبان شناسی، ادب و ہنر، آثار قدیمہ، ورزش، سماجی سرگرمیاں، نابغہ اور ذہین افراد کو اپنے ممالک میں تعلیم و تربیت کی سہولت فراہم کرنا، طبی سہولتیں، فوجی تربیت، وغیرہ وغیرہ، الغرض اپنی ساری توانائیاں اور حربے بروئے کار لاتے ہیں۔

ثقافتی یلغار کے ہتھکنڈے:

مغربی طاغوت مسلم معاشرے کی فکر اور خواہشات پر تسلط کے لئے جن ہتھکنڈوں کو استعمال کرتا ہے اس میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

۱) **خود باختگی:** کسی معاشرے کا اپنے بارے میں ہر طرح کی صلاحیتوں اور استعدادوں سے محرومیت کا احساس خود باختگی کہلاتا ہے۔ دشمن میڈیا وار کے تمام ذرائع کو استعمال کر کے ہمارے

نوجوانوں کے ذہنوں میں مایوسی کا زہر گھول دیتا ہے اور وہ نوجوان یہ احساس کرنے لگتا ہے کہ ہمارا معاشرہ بانجھ اور ہر قسم کی تخلیقی صلاحیتوں سے محروم ہے لہٰذا ہم مغرب کی تقلید کرنے پر مجبور ہیں۔

۲) **تحقیر:** یعنی کسی ملت کی بطور ملت تحقیر کرنا اس کی آئیڈیالوجی، اقدار اور طرز زندگی کو میڈیا وار کے ذریعے گھٹیا اور پست ظاہر کرنا تاکہ وہ اپنی اقدار سے نفرت کرنے لگے۔ اور یوں مغربی اقدار کے فروغ کی راہ ہموار ہو۔ برطانوی دور میں مقامی ثقافت کی تحقیر کرنے کے لئے وہ لباس جو معاشرے کے بزرگان اور اعلیٰ طبقے کی علامت تھی (پگڑی اور خاص شلوار قمیض) وہ سرکاری چپڑاسیوں اور خدمتگروں میں رائج کیا گیا۔

۳) **اہانت مقدسات:** تحقیر کی بدترین صورت کسی ملت کے مقدسات کی توہین ہے اس عمل سے ان کی اجتماعی غیرت اور خودی کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔ جب میڈیا وار کے ذریعے ملت مسلمہ کے مقدسات کی توہین کی جائے اور معاشرہ خاموش رہے تو گویا اس کی غیرت اور حمیت کا جنازہ نکل گیا۔ ایسی مردہ ملت پر مغربی ثقافت مسلط کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہتی۔

۴) **فحشاء کا فروغ:** میڈیا وار میں بھرپور طریقے سے معاشرے میں بے حیائی اور فحشاء کو فروغ دیا جاتا ہے۔ استعماری طاقتیں مسلم معاشرے کی تخلیقی صلاحیتوں، غیرت اور قوت ارادہ کو اس ہتھکنڈے کے ذریعے چھین لیتی ہیں۔ فحشاء اور بے حیائی کی دلدل میں ڈوبا ہوا ایک جوان ایک نشئی شخص کی طرح اپنی جنسی خواہشات میں سرگرداں رہتا اور اسے کوئی پرواہ نہیں کہ اغیار اس کی ملت کو لوٹتے رہیں۔

۵) **شبہات ایجاد کرنا:** مختلف وسائل، منکرین، میڈیا، کتب، انٹرنیٹ و غرب زدہ روشن فکروں اور نام نہاد مفکرین کے ذریعے اعتقادات، نظریات اور اقدار سے شبہات ایجاد کرنا۔

۶) **تنفر اور فرقہ واریت کو ہوا دینا:** مختلف وسائل مثلاً میڈیا، نشریات اور نام نہاد مفکرین کے ذریعے علمی اختلافات کو کتابوں سے نکال کر معاشرہ میں عام کرنا اور اسے عام افراد تک پہنچانا۔

۷) **قومی، لسانی، جغرافیائی اور سیاسی اختلافات کو رواج دینا:** ہر قوم، زبان، زمین اور پارٹی کو باور کرانا کہ آپ ہی صاحب فضل و کمال ہیں اور باقی سب تو گھٹیا ہیں اور اس کیلئے مختلف اقوام اور اہل زبان و علاقہ کی اہانت میں لطیفے بنانا، کتابیں لکھنا اور مختلف سرگرمیاں انجام دینا اور ایسی دیواریں کھڑی کرنا کہ کبھی اکٹھے نہ ہو سکیں حالانکہ اسلامی ثقافت میں معیار فضیلت تقویٰ اور ایمان ہے نہ کہ قوم، زبان،

علاقہ اور خاندان۔

"إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُم" تم میں خدا کے نزدیک سب سے فضیلت وعزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔(حجرات۔ ۱۳)

۸) **مقدس مفاہیم کو منفی اور منفی کو مقدس بنادینا:** عفت، پاکدامنی، اُصول پسندی، ایمان وغیرہ۔ مقدس مفاہیم کو قدامت پرستی اور عقب ماندگی کا آئینہ دار کہنا اور آزادی، اصلاح طلبی، پیار، محبت اور عشق جیسے مفاہیم کو بے راہ روی، دین سے دوری اور ہوس پرستی کے مظاہر کی طرف منتقل کرنا۔ بے حجابی، ہوس رانی، بے دینی وغیرہ کو آزادی کا نام دینا۔

۹) **سرمایہ داری:** دشمن مختلف میدانوں میں سرمایہ کاری کرتا ہے جو ظاہراً نیک کام لگ رہا ہوتا ہے مگر اس کے پیچھے اسی کے مذموم مقاصد ہوتے ہیں جو عرصہ دراز کے بعد ہی ظاہر ہوتے ہیں یا چند باشعور اور صاحب بصیرت ہی ان کو درک کرتے ہیں مگر عام افراد اس کو درک نہیں کر سکتے۔نقل کیا گیا ہے کہ ایک دن شیطان نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ کہو 'لا الہ الا اللہ" تو موسیٰؑ نے کہنے سے انکار کر دیا۔شیطان نے کہا یہ تو کلمہ حق ہے کیوں نہیں کہتا تو موسیٰؑ نے کہا جس کلمہ حق کے اعلان کا تو کہہ رہا ہے اس میں ضرور کوئی نہ کوئی چال اور فریب ہے لہٰذا جس اسلام کی استکبار حمایت کرے ضرور اس میں نقص اور عیب ہے اور جس اسلام کی مخالفت کرے اس میں ضرور کامیابی،عزت اور سربلندی ہے۔

ثقافتی یلغار کے ذرائع:

دشمن ثقافتی یلغار کیلئے ہر ممکنہ ذریعہ سے استفادہ کرتا ہے۔استعمار کے اہم ترین ذرائع درج ذیل ہیں:

نظام تعلیم:

ثقافتی یلغار کے لئے استعمار کا اہم ترین ذریعہ کسی ملک کا نظام تعلیم ہے شاید کوئی اور ذریعہ نظام تعلیم جتنا اہم نہیں ہے۔نظام تعلیم کو مسخ کر کے استعمار جو اہداف حاصل کرنا چاہتا ہے ان میں سے سرفہرست حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مغرب کی علمی برتری اور مسلمانوں کے علمی نقش کو کمزور ظاہر کرنا

مثلاً درسی کتب میں سے بتدریج مسلمان سائنسدانوں کی خدمات کا باب سکڑتا چلا جا رہا ہے اور مغربی سائنسدانوں کے بارے میں اس کے برعکس زیادہ سے زیادہ معلومات ہیں۔

۲۔ ظلم ستیزی اور جذبہء جہاد پر مبنی متون کو کم سے کم یا ختم کرنا۔

۳۔ انسانوں کے اندر الٰہی اخلاقی افکار کو ختم کر کے مادی اور سرمایہ دارانہ افکار کو اجاگر کرنا۔

۴۔ مغربی نظام تعلیم کے ذریعے، مغربی ثقافت کو مسلمانوں پر مسلط کرنا۔

۵۔ مسلمان نوجوان نسل میں تولید فکر کو متوقف کرنا۔

میڈیا:

مغربی میڈیا اور اس کے مقلدین کا مغرب زدہ میڈیا معاشرے کی حمیت اور قوت ارادی کو فروغِ فحشاء کے ذریعے کچل رہا ہے میڈیا کے اہم اہداف درج ذیل ہیں:

- لبرل معاشرے کا قیام۔
- فیملی سٹریکچر کی تباہی۔
- پر تعیش طرز زندگی کا فروغ اور Consumer Society کا قیام۔
- رشتوں کے تقدس کو پامال کرنا۔
- مغربی انداز کا اجتماعیت سے لاتعلقی پر طرز زندگی کا فروغ۔

اس کے علاوہ خبری میڈیا اطلاعات اور تجزیات پر تسلط کے ذریعے جھوٹ اور سچ کو مخلوط کر کے حق و باطل کی پہچان کو محال کر رہا ہے۔ کہیں حقیقی چلنے والی عوامی تحریک کو میڈیا میں رائی کے برابر جگہ دی جاتی ہے اور کہیں باغیوں کی جدوجہد کو تحریک آزادی بنا کر پیش کیا جاتا ہے یہ سب میڈیا کی کرشمہ سازیاں ہیں۔

لٹریچر:

مغربی افسانوی ناولز کی تباہ کاریاں ایک مورچے سے تو مغرب زدہ لبرل مصنفین کے ناول اور افسانے دوسری طرف سے جوانوں کو عملیت پسندی اور حقیقت سے دور لاابالیت کی دنیا میں لے جا رہے

ہیں۔آپ بطور مثال بچوں کو عام طور پر انگلش سٹوری نقش کا تجزیہ کریں۔ایک نکھٹو اور ماں کا نافرمان بچہ جو کہ بے وقوف بھی ہے اسے ایک بے وقوفانہ اقدام کے نتیجے میں سونے کا انڈہ دینے والی مرغی مل جاتی ہے اور یوں اس کی قسمت بدل جاتی ہے۔

ایک خوابوں کی دنیا میں رہنے والی سست لڑکی سنڈریلا اپنے خوابوں کے شہزادے کے ساتھ گھر سے چلی جاتی ہے اور یوں اس کی تلخ زندگی شیریں ہو جاتی ہے۔اسی طرح اردو اور انگلش ادب کے لاتعداد ناول اور افسانے بے علمی،بے مقصدیت اجتماعی زندگی سے لاتعلقی اور مغربی لبرالزم کی اقدار کو فروغ دینے میں کوشاں ہیں۔ان ذرائع کے علاوہ اس ثقافتی جنگ میں NGO,s،ملٹی نیشنل کمپنیاں ،مغرب زدہ اشرافیہ اور دیگر ذرائع سے بھی اقدار کشی کا نقش ادا کیا جا رہا ہے۔

ثقافتی یلغار اور اس سے دفاع کے راستے اور طریقے:

اس ترقی یافتہ میڈیا اور ٹیکنالوجی کے دور میں خود کو ملکی سرحدوں کے اندر مقید کر کے بھی ثقافتی یلغار سے محفوظ نہیں رکھا جا سکتا اور نہ ہی اس موضوع سے چشم پوشی کی جا سکتی ہے لہٰذا ایسے طریقوں کی شناخت ضروری ہے جن کی بدولت معاشرتی اور ذہنی غلامی سے نجات ممکن ہو سکے۔

۱۔ **ثقافتی یلغار کے اہداف کی شناخت:** ثقافتی جنگ سے غفلت اس جنگ میں غلامی کے مترادف ہے۔دشمن ثقافتی میدان میں کس کس مقام کو مورد حملہ قرار دے رہا ہے اور حساس ترین کونسا ہے تاکہ حد امکان تک دفاع کیا جا سکے۔دشمن کے ثقافتی ہتھیاروں،حربوں وغیرہ کی دقیق شناخت،اپنی کمزوریوں کی شناخت تاکہ حکمت عملی اور برنامہ ریزی میں دقت کی جا سکے۔

۲۔ **اسلامی اور ملی ثقافت کی دقیق شناخت:** جب تک اپنی ثقافت کی معرفت نہ ہو گی دفاع مشکل اور ناممکن ہے اور ثقافتی یلغار سے نجات بھی ناممکن ہے۔اپنی ثقافت سے ناآشنا لوگ بیگانہ ثقافت کے دلدادہ ہو جاتے ہیں اور دقیق شناخت کیلئے حکومت،میڈیا،مفکرین،علماء غرض ہر طبقہ اپنا کردار ادا کرے تاکہ اسلامی اعتقادات،اقدار،اسلامی فلسفہ اخلاق ہر پہلو کی معرفت اور شناخت کروائی جا سکے۔

۳۔ **علمی و اقتصادی اصلاحات:** غیروں کی ثقافت کی غلامی کا اہم سبب عالم اسلام کی علمی اور اقتصادی میدان میں عقب ماندگی بھی ہے لہٰذا ان اسباب کی اصلاح کی بھی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

یورپ کی اقتصادی ترقی کا چمکتا سورج اسلامی ثقافت کی بدولت ہی ہے۔ مسلمان اپنی ان کوتاہیوں کا ازالہ کریں تا کہ علمی اور اقتصادی محرومی اور وابستگی سے نجات پائیں کیونکہ علم وٹیکنالوجی کی برآمدات بھی ثقافت کی منتقلی کا اہم سبب ہیں۔

۴۔ **تعلیم وتربیت کے مبانی کا استحکام:** اسلام نے تعلیم وتربیت کو بڑی خاص اہمیت دی ہے بنا برایں اسلام کے زیر سایہ تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا جائے اور معاشرہ کا ہر فرد اس میں اپنا کردار ادا کرے۔انبیاء(ع) کی بعثت کا ایک مقصد تعلیم وتربیت کا ارتقاء وانتظام بھی تھا۔ کیونکہ اگر مبانی مضبوط نہ ہوں تو ایمان کی بنیادیں متزلزل ہوجاتی ہیں۔ جبکہ برٹش کے دور میں بننے والے نظام تعلیم سے چھٹکارا پایا جاسکے۔

۵۔ **مختلف ذرائع اور وسائل کے علمی وفکری ارتقاء:** تبلیغ، جلسات قرآن اور مذہبی محفلوں کے ذریعے خدمات، مقالات، کتب اور مختلف دروس اور متعدد وسائل کی مدد سے علمی اور فکری سطح کو ارتقاء بخشنا۔

۶۔ **اسلامی موضوعات پر فلمیں، ڈرامے وغیرہ کی ترویج:** جدید روشِ تبلیغ میں جدید وسائل سے استفادہ بھی ضروری ہے اور ویسے بھی نوجوان نسل ان وسائل میں زیادہ دلچسپی رکھتی ہے۔ یہ نسل جوان کو اسلامی ثقافت سے آشنا کرنے کا آسان راستہ ہے۔

۷۔ **مشترکہ اقدار والے ممالک سے ثقافتی ارتباط:** تا کہ آپس میں ثقافتی اور علمی تبادلہ ہو جو ثقافتی اور علمی ترقی وارتقاء کا موجب ہے۔

۸۔ **نسل جوان کو ثقافتی سرگرمیوں میں مشغول اور سرگرم رکھنا:** اس سے ایک تو وہ اسلامی ثقافت سے آشنا رہیں گے اور دوسرا ان کو فضول سرگرمیوں کیلئے اضافی ٹائم بھی میسر نہیں ہوگا۔ ان کی استعداد میں بھی اضافہ ہوگا کیونکہ خداوند تعالیٰ بےکار جوان سے نفرت کرتا ہے۔

۹۔ **نظام خانوادگی کو تقویت دینا:** اگر نظام خانوادہ کی بنیادیں مضبوط ہوں تو والدین اور اولاد میں عاطفی روابط برقرار رہیں گے جس کی بنا پر اخلاقی اقدار کو محفوظ رکھا جاسکے گا۔ شرم وحیا کا عنصر غالب رہے گا، نسل جوان اضافی وقت کو والدین کی سرپرستی میں گزاریں گے۔ اس عمل سے بھی کافی حد تک ثقافتی یلغار کے حملات کو کم کیا جاسکتا ہے۔

۱۰۔ مغربی ممالک سے ثقافتی برآمدات کی جانچ پڑتال: البتہ یہ حکومت کے اختیارات اور فرائض سے ہے کہ ثقافت کے نام پر ہر شئ کو ملکی حدود میں داخل نہ ہونے دیں مگر بابصیرت والدین اپنے گھر کی حد تک تو اس پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔

۱۱۔ برآمدی مصنوعات کے مصرف سے اجتناب: برآمدی اور پر تعیش مصنوعات اور لوازمات کے مصرف سے اجتناب کیا جائے تا کہ غیروں سے وابستگی بھی کم ہو، ملک اقتصادی ترقی بھی کرے اور اس وسیلہ سے ثقافت کی برآمد بھی کم ہو اور عزت اور وقار بھی برقرار رہے۔

۱۲۔ استکبار کی ثقافت اور ان کے اہداف سے عوام الناس کو آگاہ کرنا: عام اور سادہ لوح افراد ایسے موضوعات اور اہداف سے ناآشنا ہوتے ہیں لہٰذا خواص اور مفکرین اپنا کردار ادا کریں اور معاشرہ کے مختلف طبقات کو استکبار کے اس ہتھکنڈے سے آگاہ کریں اور ثقافتی یلغار کے نقصانات سے پردہ اُٹھائیں۔

ثقافتی یلغار کے خلاف ہماری ذمہ داریاں:

ہر شخص پر لازم ہے کہ اپنا وظیفہ انجام دے، اگر آج کوتاہی کی تو روز حساب اسے جواب بھی دینا ہوگا۔ علمائے اسلام کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ علمی اور فکری بنیادیں مضبوط کریں، عالم کفر کے مدمقابل میں علم جہاد بلند کریں، ہر طبقہ، مفکرین، تاجر، سرمایہ دار، نسل جوان، خواتین سب اپنے اپنے وظائف انجام دیں اور میڈیا اپنا کردار ادا کرے۔ ہمیشہ ہوشیار رہیں اور کسی میدان میں غفلت نہ برتیں، کسی بھی حملے کو سادہ اور آخری تصور نہ کریں اور ثقافت کے تینوں بنیادی عناصر، افکار و نظریات، اقدار و رجانات اور رفتار و کردار کی حفاظت اور اصلاح پر توجہ دیں۔ خواص کا وظیفہ عوام سے سنگین ہے۔ پہلے خود کو عملی میدان میں مسلح کریں لہذا علماء اور مفکرین پر بہت سنگین ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیمی اداروں میں موجود نوجوان نسل کے افکار اور نظریات پر خصوصی توجہ دیں تا کہ نوجوان نسل کو اس گرداب سے نکال کر اسلامی ثقافت کو زندہ کیا جا سکے۔

اس بے حیائی، فحاشی اور عریانی میں تعلیمی ادارے، سیاستدان اور میڈیا تینوں اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ ماحول کے بارے میں اسمبلیوں سے امریکی مرضی کے قوانین پاس ہوتے ہیں اور میڈیا بھی ایسی گھٹیا ثقافت اور اقدار کی تشہیر کرتا ہے۔

جب ہم اقدار کی بات کرتے ہیں تو اپنی شناخت کے حوالے سے کرتے ہیں اور جب ہم شناخت کی بات کرتے ہیں تو لبرل سے لبرل مسلمان کیلئے بھی یہ کہنا مشکل ہے کہ میری شناخت اسلامی ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان ہونے کیلئے بنیادی شرائط کیا ہیں؟

ہم صرف اس بات پر مسلمان ہیں کہ خدا اور رسولؐ کو مانتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ قرآن خدا کی کتاب ہے، کیا اپنی زندگیوں کو کتاب خدا میں دیئے گئے اُصولوں میں ڈھالے بغیر بھی مومن اور مسلم ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ بحیثیت مسلم اپنی ثقافت کو حکم الٰہی کی کسوٹی پر دیانتداری سے پرکھیں۔ حدود الٰہی کا خیال کریں، کیا مخلوط نظام تعلیم اور موجود معاشرہ سے جو ماحول ترتیب پا رہا ہے اور جس لباس کو شرف قبولیت عطا کیا جا رہا ہے وہ حکم قرآن کے مطابق ہے؟ کیا میوزیکل کنسرٹس اور تعلیمی اداروں میں نظر آنے والا کلچر اور اس سے لطف اندوز ہونے والے اجتماعات پیروان حضرت محمدؐ کے شایان شان ہیں؟ دراصل ہم مغرب کی اخلاقی پستی اور باختگی کو ثقافت اور ترقی کا نام دے کر اپنی اقدار کا جنازہ نکال چکے ہیں۔ احکامات خداوندکو پامال کر رہے ہیں۔ ہم پر دشمن کا ثقافتی حملہ کب کا حاکم ہو چکا ہے جس نے ہمارے ایمان کی جڑوں کو کھوکھلا اور اخلاقی اقدار کو متزلزل کر دیا ہے مگر ہم خواب خرگوش میں محو ہیں!!!

نوجوان نسل اور ثقافتی یلغار:

یہ صدی ثقافتی یلغار اور تہذیبوں کے تصادم کے عروج کی صدی ہے۔ مغربی اور ہندوانہ ثقافت نے نوجوان نسل کو اسلامی ثقافت سے دور کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

مختلف شیطانی حربوں سے نسل جوان کو اخلاق، تعلیم و تربیت، احترام، معاشرتی فلاح و بہبود اور اعلیٰ اقدار سے دور رکھا جا رہا ہے جس کی بنا پر ہماری سوچ، گفتار اور کردار دوسروں کی ثقافت کی ترجمانی کر رہے ہیں حالانکہ اسلامی ثقافت رہتی دنیا تک مادی اور روحانی سعادتوں کا حسین امتزاج ہے مگر پھر بھی ہم نے اس الٰہی ثقافت کو چھوڑ دیا۔ اس بارے میں علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائے یہود

فکری اور ثقافتی غلامی سے نکلنے کا واحد حل اسلامی ثقافت کا احیاء ہے۔ اسلام انسان کو نہ جنسی تسکین سے روکتا ہے، نہ سیر و تفریح سے اور نہ دوسروں سے معاشرتی برتاؤ سے، ہر چیز شرعی اور انسانی حدود میں انسان کیلئے جائز ہے مگر افسوس ہمارے جوان یورپ کی اس فرسودہ تہذیب و ثقافت کو روشن خیالی، ترقی پسندی اور عظمت سمجھنے لگے۔ جب اقبالؒ اس کے بارے فرماتے ہیں۔"

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

مغربی ثقافت کے فریفتہ جوانوں کیلئے کیا خوب کہا گیا ہے:

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

کسی بھی مہذب ملت اور معاشرہ کا حسن اور مستقبل اس کی نوجوان نسل ہوتی ہے جو اپنے اسلاف کی اقدار کی امانتدار ہوتی ہے لہٰذا دشمن نے اس نسل پر بڑی سرمایہ کاری کی اور ہر طرف سے حملہ آور ہو کر اسے گمراہ اور بے دین کرنے کی ساری کوششیں کر رہا ہے تا کہ اسلامی تہذیب و ثقافت کو مزید کمزور اور بے وقعت ثابت کیا جائے۔ امت مسلمہ کی قوت، طاقت، اور اقدار کا اصل سرچشمہ اس کے جوان، ان کا جذبہ ایمان، پختہ دین افکار، شفاف کردار، اور باشرف اخلاق ہے اور یہ سب کچھ دشمن کیلئے ناگوار ہے۔ عیسائیت، یہود اور ہنود اپنی بقاء کی خاطر اسلامی ثقافت پر حملہ آور ہیں مگر نوجوان نسل کے کندھوں پر بڑی گراں ذمہ داری ہے وہ متوجہ رہیں کہ علامہ اقبال جیسے انسان نے یورپ میں تعلیم تو حاصل کی مگر ان کی ثقافت کے غلام نہیں بنے۔ نوجوان نسل ہمیشہ دو باتوں کا خیال رکھے۔

الف) ہر مقام پر اسلامی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے ایک باکردار اور باشعور مسلمان بنیں۔

ب) زندگی کے جس میدان میں کام کرنا چاہتے ہیں اپنا لوہا منوائیں کیونکہ قیادت کے اصل حقدار مسلمان ہی ہیں۔

اُٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

سوالات

ثقافتی یلغار اور احیائے ثقافت اسلامی

کوئز (5)

1۔ کسی معاشرہ یا قوم کے عقائد، روایات، اقدار اور رہن سہن کے مجموعے کا نام جو انہیں دوسرے معاشروں اور اقوام سے منفرد کرتا ____________ کہلاتا ہے۔

(الف) ثقافت (ب) تمدن (ج) تہذیب

2۔ ثقافت کی عملی شکل کو ____________ کہتے ہیں۔

(الف) سیرت (ب) معاشرہ (ج) تہذیب وتمدن

3۔ اسلامی ثقافت کی بنیاد ____________ پر ہے اور اس کا صادر کرنے والا خود پروردگار ہے۔

(الف) سیرت معصومینؑ (ب) اسلامی اقدار (ج) وحی

4۔ اسلامی تہذیب میں ____________ کو تمام ضابطہ ہائے حیات میں اولویت دی گئی ہے۔

(الف) اخلاقی اقدار (ب) فکر (ج) اعتقادات

5۔ کسی بھی تہذیب کے بنیادی عناصر میں سے ہیں۔

(الف) سیاسی نظام (ب) اخلاقی اقدار و روایات (ج) ہر دو

6۔ غیروں کی تہذیب وثقافت کی تقلید کے اسباب میں سے ہیں:

(الف) تہذیب وتمدن کا ناقص ہونا

(ب) تہذیب کے اقدار میں اختلاف یا تضاد پایا جانا (ج) ہر دو

7۔ اسلامی ثقافت کے بنیادی عناصر __________ ہیں۔

(الف) آئیڈیالوجی، ثابت اقدار، آئیدیالوجی سے جنم لینے والا انسانی فعل۔

(ب) روایات، اقدار، علم

(ج) فکر، رہن سہن کے طریقے، رسومات

8۔ الٰہی معاشرے کے امتیازات کونسے ہیں؟

(الف) علم و معرفت اور جمہوریت

(ب) ایمان و روحانیت اور اخوت و برادری (ج) عزت و اقتدار، تعلیمی نظام

9۔ تہذیبوں کی ترقی کے عوامل کونسے ہیں۔

(الف) جغرافیائی موقعیت، مذہب (ب) زبان، رسومات

(ج) اُصول تعلیم و تربیت، حکومت

10۔ تہذیبوں کے زوال کے اسباب کونسے ہیں۔

(الف) ظلم و جور، بدنظمی، سستی و کوتاہی

(ب) خود باختگی، اخلاقی و فکری زبوں حالی، فقر و تنگدستی (ج) ہر دو

11۔ اسلامی ثقافت کے جمود کے بیرونی اسباب کونسے ہیں۔

(الف) صلیبی جنگیں (ب) اندلس کی شکست (ج) ہر دو

12۔ اسلامی ثقافت کے جمود کے اندرونی اسباب __________ و __________ ہیں۔

(الف) استبداد و آمریت، دنیا پرستی

(ب) یہود و نصاریٰ کی اسلام کے ہاتھوں شکست، نظام حکومت (ج) دنیا پرستی، نظام حکومت

13۔ مسلمانوں کا غیروں کی ثقافت کو اپنانے کا سبب کیا ہے۔

(الف) مادی و معنوی قوتوں کا غیر مسلموں کے پاس ہونا

(ب) خود اعتمادی (ج) ہر دو

14۔ موجودہ مغربی ثقافت کی پیدائش کے اسباب کیا ہیں؟

(الف) مذہب اور دین کو عقب ماندگی اور زوال کا سبب سمجھنا

(ب) کلیسا کا مذہبی راہنماؤں اور علمی ایجادات و کشفیات کرنے والے افراد سے نامناسب رویہ

(ج) ہر دو

15۔ انسان کے افکار، اعتقاد، نظریات اور کردار کے انفرادی اور اجتماعی طور طریقوں کا دوسری ثقافت پر حملہ آور ہونا ______ کہلاتا ہے۔

(الف) نرم جنگ (ب) ثقافتی تبادلہ (ج) ثقافتی یلغار

16۔ انبیاء کی تحریک ایک نظریہ کی بنیاد پر ________ تحریک ہے۔

(الف) علمی (ب) نظریاتی (ج) شعوری

17۔ یہ فرمان کس شخصیت کا ہے: تمام اصلاحاتی کاموں سے اہم ترین کام ثقافت کی اصلاح اور مغرب سے وابستہ نوجوان نسل کی نجات ہے۔

(الف) شہید صدرؒ (ب) رہبر انقلاب سید علی خامنہ ای (ج) امام خمینیؒ

18۔ ثقافتی جنگ کی خصوصیت کیا ہے۔

(الف) دراز مدت اور غیر محسوس ہوتی ہے

(ب) وسیع نہیں ہوتی (ج) بغیر ہدف کے لڑی جاتی ہے

19۔ ثقافتی جنگ کے بنیادی محور ________ اور ________ تسخیر ہیں۔

(الف) فکر اور خواہشات (ب) حکومت اور نظام (ج) فرد اور اجتماع

20۔ ثقافتی یلغار کے اغراض و مقاصد میں سے ہے۔

(الف) پوری دنیا پر تسلط قائم کرنا

(ب) عالم اسلام کی ترقی و کمال کی راہ میں رکاوٹ بننا (ج) ہر دو

21۔ اسلامی ثقافت کے خلاف ثقافتی یلغار کا اصل ہدف کونسی چیز ہے؟

(الف) اسلامی اعتقادات، سرزمین، حکومتی مشینری

(ب) ایمان، معاشرتی زندگی، ذہن (ج) ہر دو

22۔ ثقافتی جنگ کے ہتھیار کونسے ہو سکتے ہیں۔

(الف) میڈیا، سرمایہ کاری، مغرب زدہ روشن فکر اور دانشور

(ب) نظام تعلیم، زبان، این جی اووز (ج) ہر دو

23۔ ثقافتی یلغار کے ہتھکنڈے کیا ہیں۔

(الف) تحقیر، خود اعتمادی، مقدسات کا احترام

(ب) فحشاء کا فروغ، فرقہ واریت، تحقیر

(ج) مقدس مفاہیم کا رواج دینا، سیاسی و علاقائی وحدت کا فروغ، تحقیر

24۔ نظام تعلیم کو مسخ کر کے استعمار کونسے اہداف کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔

(الف) مغرب کی علمی برتری کو ثابت کرنا

(ب) ظلم ستیزی اور جذبہ جہاد پر مبنی متون کو خارج کرنا (ج) ہر دو

25۔ میڈیا کے ذریعے سے ثقافتی یلغار کے اہداف کیا ہو سکتے ہیں۔

(الف) لبرل معاشرے کا قیام، فیملی اسٹرکچر کی تباہی، پر تعیش زندگی کا فروغ

(ب) نظام حکومت کو ناکام بنانا

(ج) لوگوں کے ذہنوں کو فکری رشد سے روکنا

26۔ ثقافتی جنگ سے غفلت اس جنگ میں ________ کے مترادف ہے۔

(الف) ناکامی (ب) شکست (ج) غلامی

27۔ بے حیائی، فحاشی اور عریانی میں تعلیمی ادارے ________ اور ________ تینوں اہم رول ادا کرتے ہیں۔

(الف) اساتید، طلباء (ب) سیاستدان، میڈیا (ج) ہر دو

28۔ ساتویں صلیبی جنگ 1248ء سے ________ تک لڑی گئی۔

(الف) 1260ء (ب) 1256ء (ج) 1254ء

29۔ آغاز اسلام سے ہی ________ اور ________ نے اسلام سے متعدد بار شکست کھائی اور اسلامی تہذیب و ثقافت ان میں سرایت کر گئی۔

(الف) مشرکین، منافقین (ب) یہود و نصاریٰ (ج) ہر دو

30۔ یہ آیت "کل نفس بما کسبت رھنیة"، "ہر شخص اپنے عمل کا گروی ہے" الٰہی معاشرے کی کونسی

خصوصیت کو بیان کرتی ہے۔

(الف) عدل وانصاف (ب) علم ومعرفت (ج) نیک اخلاق وکردار

31۔ یہ فرمان کس معصومؑ کا ہے: لوگوں کو ایسے معاف کردو جیسے تم اپنے خدا سے معافی کے طلبگار اور خواہشمند ہو۔

(الف) امام صادقؑ (ب) رسول خداؐ (ج) امام علیؑ

32۔ انسان کا غاروں کی زندگی کو ترک کرکے اجتماعی زندگی کو اپنانا__________ کہلاتا ہے۔

(الف) ثقافت (ب) معاشرہ (ج) تمدن

33۔ اعلیٰ سطح کی ثقافتی گروہ بندی اور ثقافتی تشخص کے وسیع ترین درجہ کو__________ کہا جاتا ہے

(الف) ثقافت (ب) تہذیب (ج) معاشرہ

34۔ الٰہی نظام میں _ _ _ _ _ _ _ _ ایک محرک کی حیثیت رکھتا ہے اور معنویت اور________ اس کا ثمر ہے۔

(الف) عقیدہ،عمل (ب) جہاد،شہادت (ج) ایمان،تقویٰ

35۔ اگر کسی قوم کی________ زندہ ہوتو وہ اپنے عسکری اور اقتصادی نقصانات کا ازالہ کرسکتی ہے۔

(الف) فکر (ب) غیرت (ج) ثقافت

36۔ اسلامی ثقافت میں فضیلت کا معیار________ اور________ نہ مال ومقام۔

(الف) عفت، پاکدامنی (ب) تقویٰ، ایمان (ج) علم،معرفت

37۔ مغربی نظام تعلیم کا ہدف مسلمانوں پر اپنی__________ کو مسلط کرنا ہے۔

(الف) فکر (ب) علمی برتری (ج) ثقافت

38۔ فکری اور ثقافتی غلامی سے نکلنے کا واحد حل ثقافت کا__________ ہے۔

(الف) احیاء (ب) بدلنا (ج) اپنانا

39۔ کسی بھی مذہب وملت اور معاشرہ کا حسن اور مستقبل اس کی__________ ہوتی ہے۔

(الف) ثقافت (ب) نوجوان نسل (ج) فکر

40۔ ثقافتی یلغار سے مقابلہ کرنے کیلئے نوجوان نسل کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔

(الف) اسلامی تشخص کو برقرار رکھنا

(ب) عملی میدان میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانا (ج) ہردو

جواب نامہ انعامی مقابلہ
(ثقافتی یلغار اور احیائے ثقافت اسلامی)

نام:..

ولدیت:...

عمر:............... جنسیت (مرد/عورت) تعلیم:.. ....

پیشہ:................................. پتہ:..

....

فون/موبائل:..ای

میل:...

سوال نمبر	الف	ب	ج
1			
2			
3			
4			
5			
6			
7			
8			

9			
10			
11			
12			
13			
14			
15			
16			
17			
18			
19			
20			
21			
22			
23			
24			
25			
26			
27			
28			
29			
30			
31			
32			
33			
34			

			35
			36
			37
			38
			39
			40

شرائط:

۱) سوالات کے جوابات فقط کتابچہ میں موجود متن کے مطابق ہی قابل قبول ہوں گے۔

۲) فقط ایک خانے میں نشان لگائیں، دو خانوں میں نشان لگانے سے جواب غلط شمار کیا جائے گا۔

۳) اس جواب نامہ کی فوٹو کاپی بھی قبول کی جائے گی۔

۴) اس حصہ پر جواب تحریر کرنے کے بعد علیحدہ کر کے بھیجیں۔

نوٹ: جواب نامہ بھیجنے کی آخری تاریخ 1 جون 2013ء ہوگی۔

☆ جواب نامہ بذریعہ ڈاک یا مندرجہ ذیل ای میل پر سکین (Scan) کر کے بھیج سکتے ہیں۔

☆ جوابات درج ذیل ایڈریس پر بھیجیں:

ادارہ المہدیؑ تربیت اسلامی آئی ایس او پاکستان

المصطفیٰ ہاؤس 5 مسلم ٹاؤن موڑ وحدت روڈ لاہور

ای میل:almahdi.isopak@gmail.com

رابطہ نمبرز:0333-6622772,0346-6135717

042-35187214

نصب العین

قرآن اور سیرت محمد (ص) و آل محمدؑ کی حقیقی تعبیر جو کہ خط امام خمینیؒ سے موسوم ہے کی روشنی میں امامیہ طلباء کی تربیت کرنا تاکہ وہ معاشرے میں اپنے بابصیرت کردار کے ذریعے امام زمانہؑ کے ظہور کی عالمی انقلابی نہضت کا ہراول دستہ ثابت ہوسکیں۔

اھداف

☆ نواجوان نسل کیلئے مختلف مراحل کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تربیتی کتب اور لٹریچر کی فراہمی۔

☆ نوجوان نسل کی نظریاتی وفکری تربیت کیلئے دین شناس مربی اور اساتذہ کی تیاری اور ان کی فراہمی۔

☆ عصر حاضر کی ثقافتی یلغار کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک جاذب اور موثر نظام تربیت کا اجراء جو نوجوانوں کو طاغوت کا مقابلہ کرنے کی طاقت اور صلاحیت عطا کرے۔

☆ جوانوں کے ذہنوں میں اُٹھنے والے سوالات اور شبھات کے جوابات اور حل کیلئے خصوصی پروگرام تشکیل دینا۔

☆ نظام تربیت کو موثر اور پرکشش بنانے کیلئے جدید ذرائع سے استفادہ اور تعلیمی و تربیتی روشوں پر تحقیق کے شعبے کا قیام۔

نمایاں پروگرامات

☆ سلسلہ معارف اسلامی کورس سے تنظیم کے تمام کارکنوں کو گزارنا۔

☆ تعلیمی اداروں کے طلبہ کیلئے خصوصی موضوعات اور اساتذہ کا تعین اور ان کے ذریعے طلبہ کی علمی و معنوی پیاس بجھانا۔

☆ آئی ایس او شعبہ خواہران، محبین اور اسکاوٹ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے خصوصی موضوعات کی فراہمی اور اس کا اجراء کرنا۔

☆ ادارہ تربیت کے تحت ڈویژنل نمائندگان اور اساتذہ کیلئے تربیت مربی کے جامع پروگرام کا اجراء کرنا۔

☆ مختلف تربیتی ورکشاپس اور کلاسز کیلئے ایک مستقل اور مرکزی تربیت گاہ کا اہتمام کرنا۔

☆ ہر ضلع میں دارالمطالعہ اور کتب خانے کا اہتمام کرنا۔

☆ ویب سائٹ کے ذریعے آن لائن (online) تربیتی کورسز کو اجراء کرنا

المھدی علیہ السلام ادارۂ تربیت اسلامی

آئی ایس او پاکستان

کوئز مقابلہ جات کیلئے انعامات

(۱)اس سال منعقد کیے جانے والے چار کوئز مقابلہ جات کی سیریز میں (جس کا یہ دوسرا کوئز مقابلہ ہے) نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے برادران و خواہران کیلئے انعامات:

ایک انعام، عمرہ کا ٹکٹ

دو انعامات، مشھد المقدس وقم المقدسہ کا ٹکٹ

تین انعامات، کمپیوٹر

دو انعامات، موبائل

اس کے علاوہ دیگر نفیس ونقد انعامات

(۲) علاوہ ازیں ہر کوئز مقابلہ میں پہلی پانچ پوزیشن حاصل کرنے والے برادران و خواہران کیلئے:

پہلا انعام، تین ہزار روپے

دوسرا انعام، دو ہزار روپے

اور ایک ہزار روپے کے تین انعامات